رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

چندہ سالانہ ہندوستان میں تین روپے ہندوستان سے باہر ساڑھے تین روپے

مستورات طلباء اور غیر احمدیوں سے اڑھائی روپے

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

(یعنی)

ریویو آف ریلیجنز اردو رسالہ

ایڈیٹر۔ قاضی محمد ظہور الدین۔ اکمل

جلد ۲۷ ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۶ھ مئی سنہ ۱۹۲۸ء نمبر ۵

فہرست مضامین

رجال من الفرس سے کیا مراد ہے	۱۶۱ / ۱۸۴	حافظ سلیم احمد صاحب اٹاوی
وحدۃ حق سبحانہ (نمبر۲)	۱۸۵ / ۱۸۹	مولانا مبارک احمد صاحب بھیروی مولوی فاضل
چند اعتراضات کے جوابات	۱۸۹ / ۱۹۰	سن رائز
گناہ کی فلاسفی	۱۹۱ / ۱۹۸	مولانا محمد یار صاحب مولوی فاضل
اسلامی عہد میں ہندوستانی صنعت معراج کمال پر	۱۹۸ / ۲۰۰	منشی فضل حسین صاحب احمدی مہاجر

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے چھاپ کر قادیان سے شائع کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہماری دوا سِل حقیقی کیواسطے ہے جسکی مختصر تعریف یہ ہے کہ پھیپھڑے خواہ کسی وجہ سے زخم ہو کر اول خون پھر ریشہ و پیپ آنے لگے

مرض سِل کا علاج

ناظرین کو تعجب ہوگا کہ جس مہلک مرض کو عمر بھر لا دوا سمجھا۔ اور یونانی و ڈاکٹری تمام اطباء سے مایوس العلاج سُنا۔ اُسکے علاج کے کیا معنی؟ مگر حق تعالیٰ کا فضل کسی زمانہ اور کسی شخص کیلئے مخصوص نہیں۔ الحمدللہ کہ لاکھوں بیش قیمت جانوں کے تلف کرنیوالے مرض سِل کا تیر بہدف تریاق ہمارے ہاتھ لگ گیا۔ اور تجربہ میں بھی آگیا۔ اگرچہ اعلان کرتے ہوئے طبیعت ہماری بھی جھجکی اور خیال ہُوا کہ سالہا سال کی دلوں میں بیٹھی ہوئی نا امیدی کے مقابلہ پر ہمارے اس قول کی کیا وقعت ہوگی کہ ہماری ایجاد کردہ ایک تولہ شفاء السل ہماری ہدایات کے موافق استعمال کرنے سے مسلول کو باذن اللہ صحت حاصل ہوجائیگی"، بلکہ خدا کی دی ہوئی بے بہا نعمت کو چھپا کر رکھنا شرافت اور مروّتِ انسانی کے خلاف تھا۔ اس لئے بنظر مزید احتیاط ہم نے خاص اطباء پر بغرض تجربہ و امتحان یہ دوا مُفت تقسیم کی اور منصفانہ رائے طلب کی۔ الحمدللہ کہ خاطر خواہ کامیابی ہوئی اور نتیجہ خیز آراء سے ہماری حوصلہ افزائی کی گئی۔ چنانچہ اسوقت ہم صرف شاہی طبیب جناب حکیم نورالدّین صاحب امیر احمدی جماعت کی قلمی دستاویز (جو طبّی حیثیت سے ہندوستان میں عموماً اور پنجاب میں خصوصاً ایک بیش قیمت اور نہایت وزنی رائے ہے) ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ اور امید کرتے ہیں کہ مرض سِل کے لا دوا ہونے کا اعتقاد انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد لوگوں کے دلوں سے جاتا رہیگا۔ اور ہماری سریع التاثیر دوا جس کو ہم اکسیر کا خطاب دیں تو بیجا نہیں۔ آہستہ آہستہ تمام ملک کے اطباء کو اپنا مدّاح و گرویدہ بنالے گی قیمت فی تولہ چار روپے (للعہ) علاوہ سل کے تمام اندرونی زخموں میں باذن اللہ فوری اثر دکھلاتا ہے ✣

رئیس الاطباء جناب **حکیم نورالدین صاحب رئیس بھیرہ ضلع شاہ پور کا ارشاد** السّلام علیکم۔ آپ کی دوائی جو سِل کے لئے آپ نے مجھے دو بار تجربہ کے لئے بھیجی اس کو مَیں نے بہت ہی احتیاط کے ساتھ استعمال کیا ہے۔ بے ریب یہ دوائی ایسے مسلولوں کو جن کو نزلہ کی شکایت نہ ہو بہت ہی مفید ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں اور بھی برکت بخشے اور لوگ اس موذی مرض سے آپ کی مفید دوائی سے نفع اُٹھائیں ✣

نورالدّین ۔ ۲۳ / دسمبر ۱۹۰۷ء قادیان

نوٹ:۔ گلقند عسلی (شہد کا گلقند) اور روغن بادام دو چیزیں مریض سِل کیلئے ضروری ہیں۔ اور یہ دونو اصلی اور قابل اطمینان ہر جگہ نہیں مل سکتیں۔ لہٰذا بغرض نفع مریضان سِل مَیں مطلع کرتا ہوں۔ کہ یہ دونو میرے عطار کے یہاں ہر وقت نہایت معتبر موجود رہتی ہیں۔ جو فرمائش پر روانہ ہو سکتی ہیں۔ قیمت گلقند عسلی فی سیر تین روپیہ اور روغن بادام خانہ ساز فی تولہ ۶ / ہے ✣

المشتہر

حافظ محمد یعقوب۔ گنگوہ۔ ضلع سہارنپور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

رجال من الفرس سے کیا مراد ہے؟

بہائی۔ حدیث لو کان الایمان سے مرزا صاحب کو کوئی لگاؤ ہی نہیں۔ بوجوہات ذیل :-

وجہ اوّل صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ ترمذی شریف۔ بیہقی شریف میں رجال من الفرس کے الفاظ ہیں +

احمدی۔ غلط ہے۔ بخاری۔ مسلم میں صاف لفظ ہیں۔ رجل من ھٰؤلاء (دیکھو بخاری کتاب التفسیر جزء ثالث صفحہ ۱۲۵ مطبوعہ مصر)

بہائی۔ حدیث میں جو لفظ رجال یا قوم واقع ہے۔ اس سے مراد ایک فرقہ ہے جو فارسی ہے۔ اسکا اطلاق مرزا صاحب پر نہیں ہو سکتا۔

احمدی۔ حدیث میں رَجُلٌ بھی آیا ہے۔ پس یہ دونو الفاظ ہمارے مُدعا کے خلاف نہیں۔ کیونکہ آسمان سے ایمان لانیوالا ایک شخص ہوگا۔ اور اُسے پھیلانیوالے بہت سے ہونگے۔ نبیوں کی جماعت بھی انہیں میں شامل ہوتی ہے۔ اور جماعت کا کام بھی نبی کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ لہٰذا رجال کا لفظ بھی ٹھیک ہے۔ کیونکہ نبی کے اَتباع اُسی کے حکم میں آجاتے ہیں۔ اس لحاظ سے وہ رِجال ہے۔ تو رجال کا لفظ ہمارے مُدعا کے خلاف نہیں۔ پس دونو طرح اس حدیث کا اطلاق حضرت مرزا صاحبؑ پر ہوتا ہے۔ رَجُلٌ کا مصداق آپ ہیں۔ اور رجال سے مُراد آپکے مددگار بالخصوص آپکے فرزند جو سب مُبَشّر اور آپکے امر کی اشاعت کرنے والے ہیں۔ دوسرے رجالٌ کا لفظ بطور اعزاز کے ہے ورنہ درحقیقت رجل ہی مراد ہے۔

بہائی۔ تمام صحیح طرق میں لفظ رجال یا قوم کا لفظ ہے رجال جمع ہے۔ بہت سے لوگوں کے مجمع کو کہتے ہیں۔ قوم بھی بہت سے افراد کے مجموعہ کا نام ہے۔ تو اس حدیث کا مصداق پورا ایک فرقہ ہونا چاہیئے۔

احمدی۔ یہ غلط ہے کہ تمام صحیح طرق میں لفظ رِجال ہے۔ بخاری[1]۔ مسلم میں صاف رَجُلٌ من ھٰؤلاء کے الفاظ ہیں اور ایک روایت میں رَجُلٌ مِنْ اَبْنَاءِ فارِس (دیکھو مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۴۸۳) بھی آیا ہے۔ پھر حدیث میں آتا ہے کہ جب آیت واٰخرین منھم لمّا یلحقوا بھم اُتری تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے

---

[1] بخاری الجزء الثالث کتاب التفسیر صفحہ ۱۲۵ مطبوعہ مصر۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے متعلق فتوح الغیب مصری صفحہ ۱۷۱ تا ۱۷۴ میں لکھا ہے کہ آپ حسنی حسینی صدیقی اور فاروقی اور عثمانی تھے۔ اور تفصیل یہ لکھی ہے کہ آپکے والد صاحب تو امام حسنؓ کی اولاد سے تھے۔ اور والدہ امام حسینؓ کی اولاد سے اور آپکی دادی حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اولاد سے تھیں۔ اور آپکے نویں دادا کی والدہ نے اُن کے باپ کی وفات کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خاندان میں سے ایک شخص عبداللہ بن المظفر سے شادی کی تھی۔ اور عبداللہ بن مظفر کی والدہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے شادی کی تھی۔ یہ تفصیل لکھ کر حاشیہ بہجۃ الاسرار و معدن الانوار کا محشی لکھتا ہے۔ فعلیٰ ھٰذا یکون ھٰذا النسب الشریف له اتصال بسیدنا الصدیق وبسیدنا الفاروق وبسیدنا ذی النورین و بساداتنا الحسنین رضوان اللہ علیھم اجمعین۔ یعنی اس لحاظ سے سید عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ حسنی حسینی۔ صدیقی۔ فاروقی اور عثمانی ہوئے۔ پس جبکہ تھوڑے تعلق کی وجہ سے حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ۔ عثمانی۔ فاروقی۔ صدیقی اور حسنی حسینی ہو سکتے ہیں تو حضرت مرزا صاحب علیہ السلام بوجہ اپنی بعض ماؤں اور دادیوں کے چینی الاصل اور سادات ہونے کے۔ کیوں چینی الاصل۔ اور بنی فاطمہ سے نہیں ہو سکتے۔ ولنعم ما قیل

لَیْسَ لِلّٰہِ بِمُسْتَنْکَرٍ ✧ اَنْ یَجْمَعَ الْعَالَمَ فِی وَاحِدٍ

بہائی۔ میرے بیان کا ماحصل یہ ہے کہ مرزا صاحب خود لکھتے ہیں کہ میرے پاس فارسی الاصل ہونیکا سوائے الہام کے کوئی ثبوت نہیں۔

احمدی۔ اگر تاریخ سے کچھ بھی ثبوت نہ ملے تو بھی صرف الہام الٰہی کا بتلا دینا ایک ایماندار کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ آجکل قوموں کی اصلیت معلوم کرنا قریباً قریباً ناممکن ہے۔ لہٰذا الہام الٰہی سے بڑھکر کوئی بہتر ذریعہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جس قوم کی اصلیت کا پتہ خود خداوند عالم ہی دیدے تو اُس سے بڑھکر اور کیا یقینی ثبوت ہو سکتا ہے۔

بہائی۔ معلوم بھی تو ہو کہ وہ الہام ایسا کونسا ہے جسپر اتنی دھاک بٹھائی جا رہی ہے یہاں تو الہام سے بھی پورا نہیں پڑتا۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں:۔ ”یہ الہام اُس زمانہ کا ہے جب اس دعویٰ کا نام و نشان بھی نہ تھا.... اور وہ یہ ہے خذوا التوحید خذوا التوحید یا ابناء فارس یعنی اے ابنائے فارس توحید اور خالص توحید اختیار کرو۔ سامعین یہ اصل ہے جسپر اس مقصد کا سارا ہوائی محل تیار کیا گیا ہے.... الہام میں تو یہ ہے کہ اے ابناء فارس یعنی اے اہل ایران توحید اختیار کرو۔ یہ نہیں کہ تُو ابناء فارس میں سے ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی۔ چلو یوں ہی سہی اہل ایران کو خطاب ہے کہ اے بہاء اللہ توحید اختیار کرو اور خود خدا ہونے کا باطل ادّعاء مت کرو۔ اور یہ مت کہو کہ لا الٰہ الا انا المسجون الفرید۔ یعنی مَیں بہاء اللہ جو عکہ کے جیل خانہ میں قید ہوں خدا ہوں۔ اور اسی طرح قرآن میں جو یہ ہے یٰایھا النبی اتق اللہ ولا تطع الکافرین الخ تو یہ مسیلمہ کذاب کو خطاب ہو رہا ہے۔ کیونکہ الہام میں تو یہ ہے کہ اے نبی خدا سے ڈر اور کافروں کا کہا نہ مان۔ یہ نہیں کہ اے محمدؐ تو نبی ہے۔

واہ کیا کہنے۔ جناب مفتی۔ عفاک اللہ نکو گفتی۔

بہائی۔ جو پرانا الہام مرزا صاحب اس بارے میں ظاہر کرتے ہیں اُس سے اُنکا مدعا ثابت نہیں ہوتا۔ اور اُنکا الہام دوسروں پر حجّت نہیں جو انہیں ملہم نہیں جانتے۔

احمدی۔ معترض کا یہ کہنا کہ الہام مخالفین کے لئے سند نہیں ہو سکتا۔ ٹھیک نہیں۔ کیونکہ ایسے مخالفین کو چاہیئے کہ پہلے الہام کے صدق و کذب پر بحث کریں۔ الہام پر اعتراض نہ کریں۔

یہ بھی اچھی کہی کہ الہام سے مدّعا ثابت نہیں ہوتا۔ کیا اسی عقل و علم کے برتے پر احمدیوں کے مقابلہ میں آپ نکلے ہیں کتنا صاف الہام ہے۔ کہ موٹی سی موٹی عقل والا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کسی نے خوب کہا ہے۔ ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ؛ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

سنو! خذوا التوحید خذوا التوحید یا ابناء الفارس یہ الہام اُس زمانے کا ہے جبکہ اس دعوے کا نام و نشان بھی نہیں تھا۔ دوسرا الہام یہ ہے :-

انّ الّذین صدّوا عن سبیل اللہ ردّ علیھم رجل من فارس شکر اللہ سعیہٗ۔ کہ جو لوگ خدا کی راہ سے روکتے تھے ایک شخص فارسی الاصل نے اُن کا ردّ لکھا خدا نے اسکی کوشش کی قدر کی۔ ایسا ہی ایک اور جگہ براہین احمدیہ میں یہ الہام ہے لو کان الایمان معلقا بالثریا لنالہ رجل من فارس کہ اگر ایمان ثریا پر اُٹھایا جاتا اور زمین سراسر بے ایمانی سے بھر جاتی تب بھی یہ آدمی جو فارسی الاصل ہے اسکو آسمان پر سے لے آتا۔ تحفۂ گولڑویہ صفحہ ۳۰۔

حضرت مرزا صاحبؑ فرماتے ہیں :-

"یاد رہے کہ اس خاکسار کا خاندان بظاہر مغلیہ خاندان ہے سو اس پر ہم پورے یقین سے ایمان لاتے ہیں۔ کوئی تذکرہ ہمارے خاندان کی تاریخ میں یہ نہیں دیکھا گیا کہ وہ بنی فارس کا خاندان ہے۔ ہاں بعض کاغذات میں یہ دیکھا گیا ہے کہ ہماری بعض دادیاں شریف اور مشہور سادات میں سے تھیں۔ اب خدا کے کلام سے معلوم ہوا کہ دراصل ہمارا خاندان فارسی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خاندان ہے۔ سو اس پر ہم پورے یقین سے ایمان لاتے ہیں۔ کیونکہ خاندانوں کی حقیقت جیساکہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے۔ کسی دوسرے کو ہرگز معلوم نہیں۔ اُسی کا علم صحیح اور یقینی ہے۔ اور دوسروں کا شکّی اور ظنّی۔ (اربعین نمبر۲ حاشیہ صفحہ ۱۷)

ہم کہتے ہیں کہ اگر حضرت مرزا صاحبؑ نعوذ باللہ جھوٹے ہوتے جیساکہ مخالفین کا خیال ہے۔ تو بجائے فارسی اصل بننے کے سیدھے سیّد اور بنی فاطمہ کی نسل سے ہونیکا دعویٰ کرتے فارسی النسل ہونے پر کبھی اتنا زور نہ دیتے۔ کیونکہ بنی فاطمہ اور سادات کے متعلق بہت سی روایتیں ہیں کہ مہدی بنی فاطمہ سے ہوگا۔ لیکن آپنے ایسا نہیں کیا جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی بناوٹی بات نہیں۔

بہائی۔ مرزا صاحب اپنا چینی الاصل ہونا یقینی مشہود اور محسوس ظاہر فرماتے ہیں۔

احمدی۔ خدا کا خوف کرو۔ دھوکا مت دو۔ حضرت مرزا صاحبؑ اپنی بعض دادیوں کا چینی الاصل ہونا یقینی مشہود اور محسوس بتلاتے ہیں نہ کا اپنا۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ:۔

"ہمارا خاندان جو اپنی شہرت کے لحاظ سے مُغلیہ خاندان کہلاتا ہے۔ اس پیشین گوئی کا مصداق ہے۔ **اگرچہ سچ وہی ہے جو خدا نے فرمایا کہ یہ خاندان فارسی الاصل** ہے مگر یہ تو یقینی اور مشہود اور محسوس ہے کہ **اکثر مائیں** ہماری مُغلیہ خاندان سی ہیں اور وہ چینی الاصل ہیں یعنی چین کی رہنے والی"

ہاں اس میں شک نہیں کہ حضرت صاحبؑ اِن چینی اصل دادیوں کے تعلق کی وجہ سے چینی اصل بھی ہیں۔ سو اسکے متعلق ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ

؎ لیس لِلّٰہ بمستنکر ؛ ان یجمعَ العالمَ فی واحد

تھوڑے سے تعلق کی وجہ سے بھی ایک انسان دوسرے کئی خاندانوں کی طرف منسوب ہو سکتا ہے۔ جیساکہ سیّد عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کہ آپ حسنی حسینی اور صدیقی فاروقی۔ عثمانی ہیں۔

اِس حدیث میں نسب کا بیان ہے جگہ کا بیان نہیں

بہائی۔ جو جہاں کا ہوتا ہے وہیں کا کہلاتا ہے۔ مرزا صاحب ہندی کہلائینگے۔ اور جو فارس میں ہوگا وہ فارسی کہلائیگا۔ کیونکہ اس حدیث میں نسب کا بیان نہیں ہے۔ بلکہ جگہ کا بیان ہے۔

احمدی۔ حضرت مرزا صاحبؑ ملک کے لحاظ سے بیشک ہندی کہلائینگے لیکن نسل اور قوم کے لحاظ سے آپؑ فارسی النسل ہی رہینگے کیونکہ آپؑ کی ابتداء فارس سے ہے۔ اور آپکے بزرگ اجداد فارس سے ہندوستان میں آئے تھے۔ اسلئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ نسل کے لحاظ سے ہندی نہیں کہلائینگے۔" جو جہاں کا ہوتا ہے وہیں کا کہلاتا ہے" صحیح ہے اسی لئے تو ہم سیّد علی محمد باب کو فارسی الاصل نہیں کہتے کیونکہ وہ عربی النسل ہے جیسا کہ لفظ سیّد اسپر دلالت کرتا ہے۔ باب کے آباؤ اجداد عرب سے آکر فارس میں آباد ہوئے۔ اسلئے اُسے فارسی الاصل نہ کہنا چاہیئے بلکہ عربی النسل ہے۔ ہاں وہ ایران و فارس میں پیدا ضرور ہُوا تھا۔ جیسا کہ سینکڑوں یہودی اور عیسائی بھی ایران میں پیدا ہوئے ہیں اور ایرانی کہلاتے ہیں۔" جو فارس میں ہوگا وہ فارسی کہلائیگا" تو پھر بتایا جائے کہ باب اور بہاءاللہ کی کیا خصوصیّت ہے۔ کئی عیسائی بھی فارس میں ہیں اور وہ فارسی کہلاتے ہیں پھر وہ اور اُنکی جماعت کیوں نہ رِجالٌ من ابناء فارس کی مصداق ہو۔ اگر کہا جائے کہ وہ اسکا ادّعاء نہیں کرتے۔ تو جناب والا! باب اور بہاء نے کب اسکے مصداق ہونیکا دعویٰ کیا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ وہ مسلمان نہیں تو جناب باب و بہاء بھی اپنے آپکو مسلمان نہیں کہتے چنانچہ تمھارا ایک بڑا مقتداء لکھتا ہے:۔

ص ۲۸۶

" ایں امر اعظم عبارت از دینے از ادیانِ الٰہیہ است نہ مذہبے از مذاہبے اسلامیہ" کتاب الفرائد

کہ یہ بابی اور بہائی ایک مستقل دین اور مذہب ہے اور یہ مسلمانوں کا کوئی فرقہ نہیں۔

پس معلوم ہُوا کہ اس حدیث کا مصداق وہی شخص ہو سکتا ہے جسکی ابتداء فارس سے ہو۔ اور مسلمان ہو۔ اور دعویٰ بھی کرے کہ مَیں اسکا مصداق ہوں۔ اور پھر اسلام اور شریعت قرآن کی اشاعت بھی کرے۔ ورنہ یوں تو کل کو فارس کا کوئی یہودی یا عیسائی بھی کہدیگا کہ مَیں اس کا مصداق ہوں۔

یہ کہنا کہ اس حدیث میں نسب کا بیان نہیں ہے صریح دھوکا ہے۔ ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں کہ اس حدیث میں نسب ہی کا بیان ہے جگہ کا بیان نہیں جیسا کہ حرفِ مِنْ اسپر دلالت کرتا ہے اگر جگہ کا بیان ہوتا تو بجائے حرف مِنْ۔ رجال فی الفرس ہوتا۔ لیکن ایسا کسی روایت میں نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عجیب قدرت ہے کہ یہ حدیث کئی طرق سے مروی ہے۔ بخاری۔ مُسلم اور صحاح ستہ کے علاوہ اور بھی حدیث کی دوسری کتابوں میں یہ حدیث ہے۔ لیکن حرف فِی کسی میں نہیں سب میں مِنْ ہی ہے۔ حالانکہ اس حدیث کے دوسرے الفاظ بعض روایتوں میں مختلف ہیں۔ یعنی کسی روایت میں رجال ہے۔ کسی میں قوم ہے اور کسی میں رجل اور ابناء فارس ہے۔ لیکن حرف مِنْ ہر جگہ ہے۔ کہیں بھی فی نہیں سے

آنکھ والا ترے جوبن کا تماشا دیکھے ؁ دیدۂ کور کو کیا آوے نظر کیا دیکھے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بہائی۔ اللہ میاں نعوذ باللہ ایسے نہیں ہیں کہ کہیں ایران کی اور مراد رکھیں ہندوستان کی۔
احمدی۔ تو حضور اللہ میاں نعوذ باللہ ایسے بھی نہیں کہ کہیں لو کان الایمان اور مراد رکھیں ناسخ القرآن۔ جناب! ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہو ویسی سنو۔

مہدی ہندوستان میں ہوں گے

بہائی۔ بہت امور اسی امر پر دلالت کرتے ہیں کہ مہدی ایران میں ہوں گے۔
احمدی۔ اکثر امور اسپر دلالت کرتے ہیں کہ مہدی فارسی النسل ہوں گے اور دمشق کے مشرق ہندوستان میں ہونگے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو (اوّل) حدیث میں ہے۔ اذ بعث اللہ المسیح بن مریم فینزل عند المنارۃ البیضاء شرقی دمشق (مشکوٰۃ) کہ حضرت مسیح و مہدی دمشق کے مشرق کی طرف ایک پُر انوار اور روشن مقام میں نزول فرمائینگے۔ اور قادیان دمشق کے عین مشرق میں ہے۔ اگر دمشق سے ایک سیدھا خط کھینچا جائے مشرق کو تو ٹھیک قادیان پر سے گذرتا ہے چنانچہ اس بات کو تم نے بھی تسلیم کیا ہے کہ "قادیان اتفاق سے دمشق کے مشرقی جانب ہے"۔ عمدۃ التنقیح صفحہ ۵۳ یہی نہیں بلکہ حضرت مرزا صاحبؑ کے مکانات خود قادیان سے بھی مشرق کی طرف ہیں۔

(دوم) قال رسول اللہ صلعم عصابتان من امتی احرزھما اللہ من النار عصابۃ تغزوا الھند وعصابۃ مع عیسی ابن مریم رواہ احمد والنسائی۔ یعنی میری اُمت کے دو گروہ ہیں جنکو اللہ تعالیٰ آگ سے محفوظ رکھیگا۔ ایک گروہ جو ہند میں غزوہ کریگا۔ اور ایک گروہ جو مسیح موعودؑ کے ساتھ ہوگا۔

اس حدیث کو باب غزوۃ الہند میں ذکر کیا گیا ہے جس سے معلوم ہُوا کہ دونو ہندوستان میں ہونگے۔ کیونکہ مقسم دونو گروہوں کا باب غزوۃ الہند ہے۔ اور جماعت عیسیٰ موعود قسیم ہے غازیانِ ہند کی۔ اور چونکہ قسم اپنے مقسم میں داخل ہوتی ہے۔ اسلئے دونو کا ہند میں ہونا ثابت ہُوا۔ اور پھر معیت ثابت کرتی ہے کہ مسیح موعود اور مہدی معہودؑ بھی ہندوستان ہی میں ہونگے۔

(سوم) ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم الخ کہ عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک مثل آدمؑ کے ہے۔ حضرت آدمؑ کا نزول بالاتفاق ارض ہند میں ہُوا تھا۔ پس اس مناسبت سے عیسیٰ موعودؑ کا نزول بھی ہندوستان میں ہونا چاہیئے۔ چنانچہ ہُوا۔ اور ہمارے حضرتؑ کو انّی اردت ان استخلف فخلقتُ آدمَ الہام بھی ہُوا۔ جس سے آپکا آدم ہونا ثابت ہُوا۔ یہاں سے معلوم ہُوا کہ ہمارا مہدی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندی ہے اور الٰہی تلواروں سے مسلح ہے۔

(چہارم) مہدی اور مسیح اسلام کی تائید کیلئے آئیگا۔ اور تمام دینوں پر اسلام کو غالب کرنے کے لئے مبعوث ہوگا اس لئے اس امر کے لئے ایسا مقام مناسب ہے جہاں دنیا کا ہر ایک مذہب موجود ہو اور پھر ساتھ ہی آزادی بھی کامل ہو تاکہ ہر مذہب والا اپنے خیالات کو آزادی سے ظاہر کرسکے۔ سو اس وقت تمام دنیا میں سوائے ہندوستان کے کوئی ایسا ملک نہیں۔ جہاں تمام مذاہب پائے جاتے ہوں۔ اور ساتھ ہی آزادی بھی کامل ہو۔ یہ شرف صرف ہندوستان ہی کو حاصل ہے۔ لہٰذا یہ قدرتی بات بھی اس بات کی مقتضی ہے کہ مسیح موعودؑ یعنی اسلام کا مہدی آخر زمان بھی ہندوستان ہی میں نازل ہو۔

بہائی۔ خراسان والی حدیث اس امر کی مؤید ہے کہ مہدی فارس میں ہونگے۔ حج الکرامہ صفحہ ۳۶۷ پر ہے کہ و فارس دشمن مسلمان باشند۔ کہ فارس والے مسلمانوں کے دشمن ہونگے۔ اور اُن کا مہدی کے ساتھ مقاتلہ کرنا اگر مسلمان ہیں تو بعض مسلمانوں سے مقاتلہ کرنیکی طرح ہوگا۔ ایرانیوں کا مہدی سے جنگ و جدال اور قتل و غارت جبھی ہوسکتا ہے جب مہدی ایران میں ہوں۔

احمدی۔ خراسان والی حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ مہدیؑ فارسی النسل ہونگے۔ نہ کہ اس امر پر کہ مہدیؑ ایران میں ہونگے۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحبؑ کے آباؤ اجداد خراسان کے علاقہ سمرقند کی طرف سے ہی تشریف لائے تھے۔ سیاہ نیزوں سے مراد قلم ہیں۔ حضرت مرزا صاحبؑ فرماتے ہیں:-

صفِ دشمن کو کیا ہم نے بحُجّت پامال ❊ سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے

فارس والے مسلمانوں کے دشمن ہونگے۔ بالکل ٹھیک ہے۔ بابی اور اہل بہاء اسلام اور مسلمانوں کے بدترین دشمن ہیں۔ چنانچہ مسلمانوں بالخصوص احمدی مسلمانوں کے ساتھ آجکل بابیوں کا مقاتلہ جنگ و جدال ہو رہا ہے۔ یہ کہنا کہ ایرانیوں کا مہدی کے ساتھ جنگ و جدال جبھی ہوسکتا ہے جب مہدی ایران میں ہوں۔ نہایت کمزور استدلال ہے۔ کیا ہندوستان والوں کا ایران والوں سے جنگ و جدال نہیں ہوسکتا۔ کیا پہلے کبھی نہیں ہُوا۔ پھر کیا ایران و افغانستان سے آکر بعض بادشاہوں نے ہند پر حملے نہیں کیئے۔ ہاں یہ پیشگوئی کہ فارس والے مسلمانوں کے دشمن ہونگے بابیوں پر راست آتی ہے۔ کیونکہ بابی اور اہل بہاء مسلمان نہیں اور نہ مسلمان کہلانا پسند کرتے ہیں چنانچہ خود مفتی صاحب کا بھی یہی حال ہے جیسا کہ بیان صریح کے دیباچہ میں لکھا ہے۔ کہ "مفتی صاحب کو آئندہ صفحات میں بہائی سے ملقب کیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ لقب انکو زیادہ پسند تھا" اسی طرح بہائی رسالہ کوکب ہند جلد پنجم نمبر نہم صفحہ ۳۳ پر لکھا ہے کہ "اہل بہاء مسلمانوں کے فرقوں میں سے کوئی فرقہ نہیں ہیں" لہٰذا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس سے بھی ثابت نہ ہُوا کہ مہدی ایران میں ہونگے۔

مہدی کے ساتھ مردانِ الٰہی ہوں گے

بہائی۔ شیخ ابن عربی مہدی کی تعریف میں لکھتے ہیں کہ "اورا رجال الٰہیون باشند و ہمہ اعاجم باشند۔ نیست در ایشاں عربی۔ مگر کلام نکنند مگر در عربی ایشاں را حافظے است الخ" (حجج الکرامہ صفحہ ۳۸۳) کہ مہدی کے ساتھ مردانِ الٰہی ہونگے اور یہ سب عجمی ہونگے۔ اُن میں عربی کوئی نہ ہوگا۔ مگر بات عربی کے سوا نہ کرینگے۔ اُن میں ایک حافظ ہے جو اُس کا وزیر خاص اور دوسروں سے افضل ہوگا۔ چونکہ عجمی ایرانی کہلاتے ہیں اور عجم کا اطلاق فارس پر بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اس گواہی نے ظاہر کردیا کہ مہدی ایران میں ہونگے۔

احمدی۔ اگر اسکی کوئی اصلیت ہے تو یہ پیشگوئی ہمارے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے عکّہ کی ساحت پر نازل ہونے سے پوری ہوچکی ہے۔ ان میں حضرت استاذ الافاضل علّامہ حافظ روشن علی صاحب دامت برکاتہ بھی موجود تھے۔ اور حضرت کے اخص وزراء میں سے ہیں۔ یہ سب عرب کے نہیں تھے مگر سارے عربی بولتے تھے۔

دوسرے حجج الکرامہ کے اسی صفحہ پر مہدی کی صفت میں لکھا ہے۔ "قائم گردد دین و دمیدہ شود روح در اسلام و معز زگردد بعد ذل و زندہ شود بعد موت" یعنی دین اسلام معز ز اور بلند ہوگا۔ اور مہدی دین محمدی کو دوبارہ قائم کریگا۔ اور تقویّت دیگا شریعت قرآن کو۔ پھر لکھا ہے کہ مہدی "مردے از احاد اُمّت او صلی اللہ علیہ وسلّم" کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کا اُمتی ہوگا۔ باب نے نہ اسلام کی تائید کی نہ اپنے آپکو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کا اُمّتی کہا۔ لہٰذا ثابت ہُوا کہ وہ مہدی نہیں ہوسکتا۔

پھر اس سے اگلے صفحہ ۳۸۳ پر لکھا ہے:۔

اَلَا اِنَّ ختم الاولیاء شہید ؞ وعین امام العالمین فقید
ھوالسیّد المھدی من آل احمد ؞ ھوالصارم الھندی حین تبید

نواب صدیق حسن خاں لکھتے ہیں کہ "مراد بختم الاولیاء مہدی است و بامام العالمین نبی صلعم" علی محمد باب نے نہ اپنے آپکو خاتم الاولیاء کہا نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا بروز۔ ہاں ہمارے حضرت اقدس ؑ نے خاتم الاولیاء اور نبی کریم صلعم کے بروز کامل ہونیکا دعویٰ کیا ہے۔ دوسرے شعر میں صارم ہندی یعنی ہندی تلوار کہکر اشارہ کیا ہے کہ مہدی ہندوستان میں ہوگا۔ اور وہ خدا کی تلوار ہوگا۔ صفحہ ۳۸۲

اور رجال الٰہیون کی تفسیر حجج الکرامہ میں یہ کی ہے۔ "عارفانِ خدا از اہل حقائق بشہود و کشف"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ مہدی اور اسکے ساتھی ایسے لوگ ہونگے جن کو کشف اور الہام ہوتا ہوگا۔ لیکن باب کے ساتھی تو الگ رہے خود باب کو بھی الہام اور صاحب کشف ہونیکا دعویٰ نہ تھا چنانچہ عبد البہاء لکھتا ہے۔ کہ باب نے " اپنے اوپر وحی اُترنے کا دعویٰ بالکل نہیں کیا " دیکھو باب الحیات صلا ۔

پس اس سے بھی ثابت ہُوا کہ مہدی علیہ السلام ایران میں ہوں گے۔ بلکہ صارم ہندی کہکر بتا دیا کہ مہدیؑ کا ظہور ملک ہندوستان میں ہوگا۔

بہائی۔ ایک حدیث ہے جسے حاکم اور دیلمی نے ابی ہریرہ سے روایت کیا ہے۔ واعظم نصیبًا فی الاسلام اھل فارس کہ اسلام میں بڑے نصیبے والے اہل فارس ہیں۔
اہل فارس خاص ایران کے باشندے ہوئے۔ اور وہ نصیبے والے جبھی ہو سکتے ہیں کہ بعد رسول اللہ صلعم کوئی ایسا شخص اہل فارس سے ہونیوالا ہو جس کا پایہ بہت اونچا ہو۔ ثم لا یکونوا امثالکم سے بھی ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے۔ جتنی چھان بین کیجئے یہ بات صاف ہوتی جائیگی کہ مہدی ایران میں ہونگے چنانچہ سید علی محمد باب نے ایران کے شہر شیراز میں ظہور فرمایا۔

احمدی۔ " فی الاسلام " کے الفاظ بتاتے ہیں کہ وہ مسلمان ہونگے اور دین محمدی کی تائید و نصرت کرینگے۔ اور قرآنی شریعت کو تمام دنیا میں پھیلائیں گے۔ ورنہ یوں تو اہل فارس سینکڑوں یہودی اور ہزاروں عیسائی بھی ہیں وہ " اعظم نصیبا " سے کیوں محروم ہیں۔ اور اس " بڑے خوش نصیبے والے " فارس کے گروہ سے اُن کو کس دلیل سے خارج کیا جاتا ہے۔

باقی رہا یہ کہ " باب نے شیراز میں ظہور فرمایا " خوب! یہ منطق بھی خوب رہی کہ شیراز میں ظہور فرمایا۔ جناب شیراز میں ظہور فرمایا تو فرمایا کریں۔ شیراز میں تو " ظہور فرمانے " والا آدھا جہان پڑا ہے۔ ہزاروں یہود و نصاریٰ نے بھی " شیراز میں ظہور فرمایا " ہے۔ تو کیا وہ سب مہدی ہو گئے؟ تمہاری کتاب الفرائد میں تو لکھا ہے کہ " ندائے مہدی موعود از مکّہ معظمہ بلند شود " کہ مہدی مکّہ شریف میں ظہور فرمائینگے دیکھو صفحہ ۵۸ جس سے یہ مراد ہے کہ وہ قرآنی شریعت کے ماتحت ہونگے۔ اور بیت اللہ شریف یعنی مکّہ معظّمہ اُنکا قبلہ ہوگا۔

اب سنو! باب کی نسبت اہل بہاء کی معتبر کتاب باب الحیات میں لکھا ہے:۔

" جب اُنہوں نے مذہبی دعوت شروع کی تو سب سے پہلے بابیت کا اظہار کیا " صس

یک نہ شد دو شد ہے کوئی ہائی کالال۔ جو کسی ضعیف سی ضعیف روایت سے ہی یہ ثابت کرے کہ امام مہدی بابیت کا ادّعاء کرینگے ھاتوا برھانکم انکنتم صادقین۔

میری اس تمام بحث کا ماحصل یہ ہے کہ (۱) حدیث میں جو لفظ رجل من ابناء فارس ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُس سے مراد وہ شخص ہے جس کی ابتداء فارس سے ہو یعنی جو نسل کے لحاظ سے فارسی الاصل ہو۔ لہٰذا اس کا اطلاق سید علی محمد باب پر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ فارسی الاصل نہ تھا بنو ہاشم کے خاندان سے تھا جو عربی النسل ہے جیسا کہ لفظ سید اسپر دلالت کرتا ہے۔ ہاں فارس میں پیدا ہُوا تھا جیسا کہ اور بھی سینکڑوں یہودی۔ مجوسی اور عیسائی فارس میں پیدا ہوئے ہیں۔

(۲) حرف مِن بتاتا ہے کہ اُس کی ابتداء فارس سے ہوگی۔ پس ضرور ہے کہ وہ خود فارس کے ملک میں نہ ہو بلکہ کسی دوسرے ملک میں ہو۔ تاکہ اُس کی نسبت کہا جاسکے کہ وہ رجل من ابناء فارس ہے کیونکہ رسول کریم صلعم نے یہ نہیں فرمایا کہ رجال فارس ایسا کام کرینگے یا رجل فارس ایسا کام کریگا بلکہ سلمانؓ فارسی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا رجل من ھٰؤلاء۔ اور حضرت سلمانؓ جنکی طرف اشارہ کیا گیا۔ وہ فارس میں نہیں رہتے تھے۔ عرب میں رہتے تھے۔ لیکن تھے وہ فارسی الاصل۔ اسی طرح سلمان فارسیؓ کے جسم پر ہاتھ رکھکر حضرت نبی کریم صلعم نے اشارہ فرمایا ہے اس امر کی طرف کہ میری اُمّت کا رجل فارسی بھی فارس (ایران) میں نہیں ہوگا بلکہ کسی اور ملک میں ہوگا پھر اسکو سلمان فارسیؓ کی طرح فارسی النسل کہا جائیگا۔ پس ثابت ہُوا کہ وہ فارسی الاصل تو ہوگا۔ مگر ایران سے باہر ظاہر ہوگا۔

(۳) باب اس لئے حدیث لو کان الایمان الخ کا مصداق نہیں ہو سکتا۔ کہ اُس نے اُس غرض کو پورا ہی نہیں کیا۔ جو حدیث میں بیان کی گئی ہے۔ یعنی اسلام (دین محمدی) کی تائید کرنا اور اُسکو قوت دینا۔ مخالفین اسلام کا رد کرنا۔ کیونکہ بابنے اسکے بالکل اُلٹ کیا اور کہا شریعت قرآن منسوخ ہوگئی۔ اور جو کام احادیث میں دجّال کا بیان کیا گیا ہے۔ کہ وہ اسلام کو آکر مٹانا چاہیگا۔ وہی بابنے کیا فیہ شیءٌ

؎ نہ ہم سمجھے نہ تم آئے کہیں سے ٭ پسینہ پونچھئے اپنی جبیں سے

(۴) پھر ایک زبردست قرینہ جو باب کو اس حدیث کا مصداق ہونے سے روکتا ہے یہ ہے کہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں اسی حدیث کی تشریح کرتے ہوئے ایک حدیث بیان کی ہے کہ یُکثِرونَ الصّلوٰۃ علیَّ ویتبعون سُنّتی یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے کہ وہ لوگ جو اٰخرین منھم کی جماعت سے ہونگے اُن کی یہ صفت ہوگی کہ وہ مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرینگے اور میری سُنّت کی پیروی کریں گے۔ اس حدیث نے بالکل فیصلہ کردیا کہ باب و جماعتہ اسکا مصداق نہیں ہو سکتے۔

(۵) بابنے خود کبھی دعویٰ نہیں کیا کہ وہ اس حدیث کا مصداق ہے۔ اور الایمان کو اُتار کرلایا ہے۔ لہٰذا کسی اور کا ہرگز یہ حق نہیں کہ وہ باب کو اس حدیث کا مصداق ظاہر کرے۔ پس جبکہ خود اسنے اپنے آپکو اس حدیث کا مصداق نہیں ٹھیرایا تو اے جناب مفتی! آپ دعویٰ کرنیوالے کون؟ یہ تو وہی مثال ہوئی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ مدعی سُست گواہ چُست۔ اور مان نہ مان میں تیرا مہمان۔

جناب مفتی صاحب! اس بات کو یاد رکھئے مُشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔

(۶) قرآن شریف کی آیت و اٰخرین منھم الخ کے الفاظ باب اور بہاء اللہ کو دُور سے دھکا دیتے ہیں اور اس حدیث کا مصداق بننے سے روکتے ہیں کیونکہ آیت واٰخرین منھم الخ میں اٰخرین کا لفظ مفعول کے محل پر واقع ہے۔ گویا تمام آیت مع اپنے الفاظ مقدرہ کے یوں ہے ھوالذی بعث فی الامّیین رسولًا منھم یتلوا علیھم ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین ویعلّم الاٰخرین منھم لما یلحقوا بھم۔ یعنی خدا وہ ذات ہے جس نے اُمّیوں میں انہی میں سے ایک رسولؐ بھیجا جو اُنپر اس کی آیات پڑھتا ہے اور اُنہیں پاک کرتا ہے اور کتاب و حکمت سکھاتا ہے اگرچہ اس سے پہلے وہ صریح گمراہی میں تھے۔ ایسا ہی یہ رسولؐ ایک اور گروہ کی تربیت کریگا جو انہی میں سے ہونگے مگر وہ ابھی ان سے ملے نہیں اور وہ خدا غالب حکمت والا ہے۔ یا یہ معنی ہونگے کہ یہ رسولؐ آیات سناتا ہے اُمّیوں کو اور سنائیگا اُن دوسروں کو جو ابھی ان سے لاحق نہیں ہوئے۔ یتلوا علیھم وعلی الاٰخرین یعنے واٰخرین منھم میں واؤ حرف عطف ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جیسی نبی کریم صلعم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تربیت فرمائی ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس گروہ کی بھی باطنی تربیت فرمائیں گے۔ اس سے معلوم ہُوا کہ جو گروہ رسول کریم صلعم کی فیض روحانیت سے تربیت یافتہ ہوگا وہی اس کا مصداق ہوگا۔ لیکن باب کے متعلق ثابت ہے کہ اس نے کہیں بھی اپنے لئے ایسا اقرار نہیں کیا اسکے برخلاف باب الحیات ص۵۳ پر باب کے متعلق لکھا ہے کہ ” باب نے اپنی پہلی کتاب میں جو سورہ یوسف کی تفسیر لکھی ہے۔ ہر جگہ انہیں غائب شخص کو جن سے وہ فیضیاب تھے مخاطب کیا ہے۔ اور اپنے کام کے آغاز اور انجام کی درستی کیلئے انہی سے مدد طلب کی ہے بعد انہی کی راہ میں اپنی جان فدا کرنے کی آرزو اور تمنّا کا اظہار ہے ،، گویا رسول کریم صلعم سے فیضیاب ہونیکا کہیں اظہار نہیں کیا۔

۱۔ بہاء اللہ بھی اس کا مصداق نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اُس نے بھی کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا۔

۲۔ اس نے نبی امام اور خلیفہ ہونیکا دعویٰ ہی نہیں کیا۔ بلکہ کُھلے طور پر اُلوہیت کا ادّعا کیا جیساکہ ہماری طرف سے دلائل قاطعہ سے ثابت کیا گیا ہے۔ دیکھو بہائی مذہب کی حقیقت۔ جس کا جواب اہل بہاء سے ابھی تک نہیں بن پڑا۔ اگر کسی میں ہمّت ہے تو سامنے آئے۔ اور ہمارے دلائل کو توڑ کر دکھلائے۔

۳۔ تیسرے۔ تمھارے اصول کے مطابق بہاء اللہ رجل فارسی ثابت ہی نہیں ہوتا۔ کیونکہ تم نے عمدۃ التنقیح کے صفحہ ۱۰ پر لکھا ہے کہ ” فارس فقط شیراز کا نام ہے ،، اور بہاء اللہ طہران کا باشندہ تھا۔ اس لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دریافت کیا کہ حضورؐ وہ کون لوگ ہیں۔ حضورؐ خاموش رہے۔ پھر اُنہوں نے پوچھا پھر بھی حضورؐ نے جواب نہ دیا۔ پھر جب تیسری دفعہ اُنہوں نے دریافت کیا تو حضورؐ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے جسم پر ہاتھ رکھ کر فرمایا من ھؤلاء (دیکھو ترمذی جلد ۲ مطبوعہ مصر صفحہ ۲۲۹) کہ وہ ان کی نسل اور قوم میں سے ہونگے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسیؓ کے جسم پر ہاتھ رکھ کر صراحت فرمادی کہ یہ عز اور امتیاز جس قوم کو حاصل ہوگا۔ اُس کا بانی فارسی الاصل ہوگا نہ کہ فارس (ایران) میں پیدا ہونے والا شخص۔ اور وَ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ الخ کی آیت نے ظاہر کردیا کہ وہ رسولؐ کی روحانیت سے تربیت یافتہ ہوگا اور اسی معنی کے رُو سے وہ صحابہؓ میں داخل ہے۔ ہاں منھم کے الفاظ باب یا اُسکی جماعت کو اسکا مصداق ہونے سے روکتے ہیں۔ کیونکہ نہ وہ صحابہؓ میں اپنے آپکو داخل کرتا ہے۔ نہ رسولؐ کی روحانی تربیت سے فیض یافتہ ہونیکا اقراری ہے۔ پس حضرت مرزا صاحبؑ ہی اس کا مصداق اصلی ہیں کیونکہ آپؑ فرماتے ہیں:۔ ع صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا۔

لیکن علی محمد باب کہتا ہے۔ اَنَّنِی اَفْضَلُ مِنْ مُحَمَّدٍ کما ان قرآنی افضل من قرآنِ محمدٍ (باب الابواب صفحہ ۱۳۰) لہٰذا باب کسی طرح اس کا مصداق نہیں ہو سکتا۔ باقی رہا یہ کہ اسکا مصداق پورا ایک فرقہ ہونا چاہیئے۔ سو اس سے ہم کو انکار نہیں۔ حضرت مرزا صاحبؑ اور آپکی مبشر اولاد سب اس میں داخل ہے جو پوری ایک جماعت ہے۔

منھم کا لفظ بتاتا ہے کہ وہ آنحضرت صلعم کی رُوحانیت سے مستفیض ہوں گے

بہائی۔ وجہ دوم ترمذی میں بتفسیر آیت وان یستبدل قوما غیرکم الخ کی تفسیر رِجالٌ مِّنَ الْفُرْسِ سے کی گئی ہے۔ اس لئے صاف ظاہر ہو گیا کہ ایک وقت میں بہت سے فارس والے جو اُسوقت میں بھی **ایرانی کہلائیں گے** اس حدیث و آیت کا مصداق ہونگے۔ اٰخرین منھم کے الفاظ سے بھی یہی ثابت ہے کہ اس آیت و حدیث کا مصداق ایک گروہ ہے۔

احمدی۔ یہ کہاں سے نکلا کہ اُسوقت بھی ایرانی کہلائینگے۔ سلمانؓ فارسی کی قوم سے ہونا چاہیئے نہ کہ سادات سے۔ دوسرے مِنْهُمْ کا لفظ بتاتا ہے کہ وہ صحابہؓ میں سے ہونگے یعنی مسلمان متبع شریعت اسلام۔ رسولؐ کی روحانیت سے تربیت یافتہ۔ بابی اور بہائی نہ اپنے آپکو مسلمان کہتے ہیں نہ اسلامی شریعت کو مانتے ہیں۔ لہٰذا وہ ہرگز اسکا مصداق نہیں ہو سکتے۔ اس طرح تو ہزاروں لاکھوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ "فارس فقط شیراز" سے خارج ہے۔ لہٰذا رجل فارسی نہ ہُوا۔ جب رجل فارسی نہ ہُوا تو رجل من ابناء فارس کا مصداق کہاں ہو سکتا ہے۔ سہ

ہُوا ہے مُدّعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں ٭ زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

باقی وجوہات بہاء اللہ کے رجل فارسی نہ ہونے پر وہی ہیں جو باب کو رجل فارسی ہونے سے روکتی ہیں۔ اب میں بتاتا ہوں کہ حدیث لوکان الایمان الخ کا پورا پورا مصداق حضرت مرزا صاحبؑ ہی ہیں۔

(۱) آپؑ ہی نے اسکے مصداق ہونیکا دعویٰ کیا ہے۔ تیرہ سو سال کے عرصہ میں آپکے سوا آجتک کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا۔

(۲) آپؑ فارسی النسل ہیں۔ آپکے بزرگ اجداد فارس سے آکر ہندوستان میں آباد ہوئے تھے۔

(۳) رجل فارسی کی حدیث میں جو صفت بیان کی گئی ہے کہ وہ ایمان کو دوبارہ قائم کریگا۔ حضرت مرزا صاحبؑ اس صفت سے من کل الوجوہ متصف ہیں۔ آپؑنے اسلام کی تائید میں کتابیں لکھیں مخالفین یہود و نصاریٰ کی تردید کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت زبردست دلائل سے ثابت کی۔ اور مخالفین کو چیلنج دیئے لیکن کوئی مقابل پر نہ آیا۔ آپکے مؤید اسلام ناصر دین محمدؐ صلعم اور حامئ شریعت قرآن ہونے کیلئے کسی تحقیق کی ضرورت نہیں عیاں راچہ بیان۔ جاہل سے جاہل۔ اور عالم سے عالم کو آپؑ کے رجل فارسی حامی دینِ محمدؐ صلعم ہونے میں کلام و شک نہیں ہو سکتا۔

(۴) خراسان والی حدیث جس میں سیاہ جھنڈوں کا ذکر ہے وہ بھی آپؑ ہی پر چسپاں ہوتی ہے۔ کیونکہ میرزا ہادی بیگ جو حضرت مرزا صاحبؑ کے مورثِ اعلیٰ تھے۔ خراسان میں ہی پیدا ہوئے تھے۔ اور خراسان فارس کا ایک علاقہ ہے۔ چنانچہ عمدۃ التنقیح کے صفحہ ۵۲ پر تسلیم کیا گیا ہے کہ "خراسان فارس میں ہے" اور سیاہ نیزوں سے مُراد قلم ہیں جن کے ذریعہ سے حضرت مرزا صاحبؑ نے انہی کتابیں لکھکر مخالفین اسلام کا ناطقہ بند کر دیا۔

حضرت مرزا صاحبؑ فارس ابن غلمو بن نوحؑ کی اولاد ہیں

(۵) ایک ٹریکٹ "امرِ بہائی اور قرآن حکیم" جس کے مصنّف ایک مشہور بہائی ایم۔ اے بندہ لطیف۔ ہیں اسکے صفحہ ۱۶ پر لکھتے ہیں کہ "جناب مرزا صاحبؑ یافث بن نوحؑ کی اولاد سے ہیں" اور حضرت نوحؑ کے بیٹے یافث کے متعلق غیاث اللغات فارسی میں لکھا ہُوا ہے:۔

"شیخ ابن حجر شارح صحیح بخاری گفتہ است کہ فارسی منسوب بفارس بن غامور بن یافث

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بن نوح علیہ السلام است"

کہ ذریعی منسوب ہے، فارس ابن غامور کی طرف جو یافث بن نوحؑ کا بیٹا تھا۔

حضرت مرزا صاحبؑ اسی فارس بن غامور بن یافث کی اولاد سے ہیں۔ لہٰذا آپکے ابن فارس اور فارسی الاصل ہونے کیلئے اور کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ آپکے خاندان کا اصل بانی مبانی جس نے ملک فارس کی بنیاد ڈالی جب اُسی کا نام فارس ہے تو آپکے ابناء فارس ہونے میں کیا کلام رہا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اس لحاظ سے صرف آپؑ اور آپکے خاندان کے لوگ ہی اصل ابناء فارس ہوتے ہیں جن کی طرف حدیث میں اشارہ کیا گیا ہے۔ اور پھر جبکہ الہام الٰہی نے بھی اسکی تائید کر دی تو نورٌ علیٰ نور ہو گیا۔

پھر اور خدا کی قدرت کا تماشا دیکھو۔ کہ بائیبل میں اس خاندان یعنی یافث بن نوحؑ کے متعلق پیشگوئی ہے:۔

"خدا نے نوح اور اُسکے بیٹوں کو برکت دی اور اُنہیں کہا کہ پھلو اور بڑھو۔ اور زمین کو معمور کرو۔ (دیکھو پیدائش باب ۹ آیت ۱ و ۲)

"نوح کے بیٹے جو کشتی سے نکلے سامؑ۔ حامؑ اور یافثؑ تھے۔ اور حام کنعان کا باپ تھا۔ نوح کے یہی تین بیٹے تھے۔ اور انہی سے تمام زمین آباد ہوئی" (پیدائش باب ۹ آیت ۱۸ و ۱۹)

اب یافث کے متعلق حضرت نوح علیہ السلام کی دعا ملاحظہ ہو:۔

"تب وہ (نوح) بولا کہ کنعان ملعون ہو۔ وہ اپنے بھائیوں کے غلاموں کا غلام ہوگا۔ پھر بولا خداوند سام کا خدا مبارک اور کنعان اُس کا غلام ہوگا۔ خدا یافث کو پھیلائے اور وہ سام کے ڈیروں میں رہے۔ اور کنعان اُس کا غلام ہو" (دیکھو پیدائش باب ۹ آیت ۲۵ و ۲۶ و ۲۷)

حضرت مرزا صاحبؑ حضرت نوحؑ کے اسی بیٹے یافث کی اولاد سے ہیں جس کے بیٹے کا نام فارس بن غامور تھا اور اسی نے فارس کا ملک آباد کیا تھا۔

(۶) ایک اور طرز سے بھی حضرت مرزا صاحبؑ رجل ابن فارس ہیں اور وہ اس طرح کہ فارس عربی زبان میں شہسوار کو کہتے ہیں جیسا کہ لغت میں لکھا ہے۔ "پس بزبانِ عرب فارس سوار را گویند" (غیاث اللغات)

چنانچہ زمانہ جاہلیت کا ایک عربی شاعر کہتا ہے۔ ؎

لو کان فی الالفِ مِنّا واحدٌ فدعوا ٭ مَنْ فارس خالھم ایّاہ یعنونا

یعنی ہم ایک ایسا بہادر خاندان ہیں کہ اگر ہمارا ایک آدمی ہزار آدمیوں میں بیٹھا ہو۔ اور لوگ مدد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے لئے بُلائیں۔ اور کہیں کہ کون ہے بہادر جو اس وقت اگر ہماری مدد کرے تو وہ یہی خیال کریگا کہ انکا مقصد مجھ سے ہے یعنی انہوں نے مَنْ فارس کہکر مجھ ہی کو بُلایا ہے۔

اسی طرح مشہور شاعر عامر بن الطفیل العامری کہتا ہے:۔ ؎

وَ اِنّی وَ اِنْ کُنْتُ ابْنَ فَارِسِ عَامِرٍ ✤ وَفِی السِّرِّ مِنْهَا وَالصَّرِیْحِ الْمُهَذَّبِ

کہ مَیں قبیلہ عامر کا ابن فارس ہوں۔ اور میرا ظاہر اور باطن سب اُسی سے ہے یعنی نجیب الطرفین ہوں۔

(دیکھو کامل المبرد الجزء الاوّل صفحہ ۱۱۱ مطبوعہ مصر)

پس جب فارس کے معنی معلوم ہو گئے تو اب حضرت مرزا صاحبؑ کے خاندان کے متعلق پنجاب گورنمنٹ کی شہادت ملاحظہ ہو۔ سرکاری کتاب پنجاب چیفس میں لکھا ہُوا ہے:۔

"کئی پُشتوں تک یہ خاندان شاہی حکومت کے ماتحت معزز عہدوں پر ممتاز رہا...... راجہ رنجیت سنگھ کے زمانہ میں (مرزا) غلام مرتضیٰ اپنے بھائیوں سمیت مہاراجہ کی فوج میں داخل ہو گیا۔ اور کشمیر کی سرحد اور دوسرے مقامات پر قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔

نونہال سنگھ۔ شیر سنگھ اور دربار لاہور کے دَورِ دَورہ میں غلام مرتضیٰ ہمیشہ فوجی خدمت پر مامور رہا۔ ۱۸۴۱ء میں یہ جرنل ونچورا کے ساتھ منڈی اور کُلّو کی طرف بھیجا گیا اور ۱۸۴۳ء میں ایک پیادہ فوج کا کمانڈار بنا کر پشاور روانہ کیا گیا۔ ہزارہ کے مفسدے میں اس نے کارہائے نمایاں کیئے۔ اور جب ۱۸۴۸ء کی بغاوت ہوئی تو یہ اپنی سرکار کا وفادار رہا اور اسکی طرف سے لڑا۔ اس موقعہ پر اسکے بھائی غلام محی الدین نے بھی اچھی خدمات کیں۔ جب بھائی مہاراج سنگھ اپنی فوج کو لئے دیوان مُولراج کی امداد کے واسطے ملتان جا رہا تھا تو غلام محی الدین اور دوسرے جاگیرداران لنگر خانہ ساہیوال اور صاحب خان ٹوانہ نے مسلمان آبادی کو برانگیختہ کیا اور مصر صاحبدیال کی فوج کے ساتھ ملکر باغیوں پر حملہ کر کے ان کو شکست دی۔

اس خاندان نے غدر ۱۸۵۷ء میں نہایت عمدہ خدمات کیں۔ غلام مرتضیٰ نے بہت سے آدمی (فوج میں) بھرتی کیئے۔ اور اس کا بیٹا غلام قادر اسوقت جنرل نکلسن کی فوج میں تھا۔ جبکہ افسر موصوف نے تریموگھاٹ پر نمبر ۴۶ نیو انفنٹری کے باغیوں کو تہ تیغ کیا تھا جنرل نکلسن نے غلام قادر کو ایک سند دی جس میں یہ لکھا کہ ۱۸۵۷ء کے غدر میں خاندان قادیان نے ضلع کے دوسرے تمام خاندانوں سے زیادہ وفاداری دکھائی ہے"۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مرزا صاحبؑ لکھتے ہیں :-

"میرا باپ غلام مرتضیٰ اس نواح میں نیک نام رئیس تھا۔ میرے والد صاحب کو دربارِ گورنری میں کرسی ملتی تھی۔ انہوں نے ۱۸۵۷ء کے ایک نازک وقت میں اپنی حیثیت سے بڑھکر پچاس گھوڑے۔ اور پچاس سوار اپنے عزیزوں اور دوستوں سے مہیا کر کے گورنمنٹ کی امداد کے لئے دیئے تھے چنانچہ ان سواروں میں سے کئی عزیزوں نے ہندوستان میں مردانہ وار لڑائی مفسدوں سے کر کے اپنی جانیں دیں۔ اور میرا بھائی مرزا غلام قادر تمّوں کے پتن کی لڑائی میں شریک تھا۔ اور بڑی جانفشانی سے مدد دی"

اس کے بعد آپؑ نے ان چٹھیات کو نقل کیا ہے جو سرکاری افسران کی طرف سے آپؑ کے والد صاحب کو بھیجی گئیں مثلاً

نقل مراسلہ رابرٹ کسٹ صاحب بہادر کمشنر لاہور

"تہور پناہ شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان بعافیت باشند"

مندرجہ بالا عبارتوں سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ کا خاندان ایک فوجی خاندان ہے۔ جو اپنے مخالفین سے ہمیشہ نبرد آزما رہا ہے اور بڑی بڑی جنگیں کی ہیں۔ اور بڑے بڑے شہسواروں کو شکست دی ہے۔ پس اس لحاظ سے بھی آپ ابن فارس یعنی شہسواروں کی اولاد ہیں۔ کیونکہ آپؑ کے مورث اعلیٰ میرزا ہادی بیگ اور آپؑ کے والد میرزا غلام مرتضیٰ صاحب اور آپؑ کے چچا مرزا غلام محی الدین صاحب یہ سب بڑے شہسوار اور جنگی آدمی تھے۔ انہی بزرگوں کی نسل سے وہ شہسوارِ ہدایت پیدا ہوا جو مہدی کہلایا۔

لیکن علی محمدؐ باب کا خاندان فوجی اور سواروں کا خاندان نہ تھا۔ جیسا کہ باب الحیات میں لکھا ہے کہ:- "حضرت باب ایک تجارت پیشہ شخص تھے" صٓ کوکب ہند میں لکھا ہے۔ "سیّد علی محمد باب ایک سوداگر پشمینہ کے لڑکے تھے جو اکتوبر سنہ ۱۸۱۹ء میں شہر شیراز میں متولد ہوئے تھے" (صفحہ ۱۱ کنونشن نمبر سنہ ۱۹۲۵ء)

(۷) آیت واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم الخ بتاتی ہے کہ جس طرح صحابہؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیم پائی تھی۔ اسی طرح اس آیت کا مصداق حضرت رسول کریم صلعم کی روحانیت سے تربیت یافتہ شخص ہے آنحضرت صلعم نے لوکان الایمان الخ سے خود اسکی تشریح فرما دی ہے کہ اس کا مصداق وہ ہوگا جو قرآنی ایمان اُتار کر لائیگا۔ کیونکہ اٰخرین منھم الخ کی تائید یہ آیت بھی کرتی ہے جو آنحضرت صلعم کے ایک بروز کی پیشگوئی ہے وکذالك اوحینآ الیك قراٰناً عربیاً لتنذر امّ القریٰ ومن حولھا وتنذر یوم الجمع لاریب فیہ ط کہ اے محمد (صلعم) ہم نے تیری طرف قرآن بھیجا ہے تاکہ تو مکّہ والوں کو اور جو اس کے اردگرد ہیں خدا کا پیغام سُنائے اور نہ ماننے والوں کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عذاب سے ڈرائے۔ اور اُس دن بھی تو ہی ڈرائے گا جب سارے لوگ جمع کیئے جائیں گے اور تمام دنیا (بکثرت ذرائع آمد و رفت سے) ایک ملک کی طرح ہوجائیگی۔

معلوم ہُوا کہ اس کا مصداق وہ ہوسکتا ہے جو آخر زمانے میں قرآن کے ساتھ تبشیر و انذار کرے۔

حضرت مرزا صاحبؑ فرماتے ہیں:- ؎

لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ ... ثُرَیَّاءَ السَّمَاءِ وَ سَمْکَہٗ ٭ لِنَرُدَّ اِیْمَاناً اِلَی الْغَبْرَاءِ

اگر حدیث مذکور پر انصاف سے غور کیا جائے۔ اور ساتھ ہی اس مضمون کی دیگر احادیث مثلاً حارث حراث والی وغیرہ کو دیکھا جائے۔ اور ائمہ دین کی تفسیروں اور ان کے کشوف وغیرہ کو بھی ذہن میں رکھا جائے تو یہ بات صاف طور پر ثابت ہوجاتی ہے کہ اس حدیث کا مصداق حضرت مرزا صاحبؑ کے سوائے اور کوئی نہیں۔ طبقات ابن سعد میں سلمان فارسیؓ کو بھی حارث ہی لکھا ہے پس ابو داؤد کی حدیث حارث حراث والی اور رِجَالٌ مِنَ الفُرس والی حدیث مسیح موعودؑ کے فارسی الاصل ہونیکی پیشگوئی آپس میں ملتی ہے۔ اور حدیث کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم اور بھی تقویت دیتی ہے۔ کیونکہ منکم کے معنی ہیں تم میں سے۔ اور ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخاطب صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ اور یہ سب کو معلوم ہے کہ صحابہؓ میں سے کسی نے مسیح موعودؑ ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ اس لئے معلوم ہُوا کہ منکم کے لفظ سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو اللہ تعالیٰ کے علم میں قائم مقام صحابہؓ ہے اور وہ وہی ہے جس کی نسبت آیت وَ اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ میں اشارہ ہے ٭

ایڈیٹر:- مندرجہ بالا مضمون حافظ سلیم احمد صاحب اٹاوی نے بجواب بہائی رسالہ عمدۃ التنقیح لکھا ہے جس میں ایک فرضی مناظرہ اہل بہا کی طرف سے عامۃ الناس کو احمدیت سے بدظن و بدعقیدہ کرنے کیلئے شائع کیا گیا تھا۔ اور جسکے حصہ ... پہلا ... سریع کا جواب مجتبیٰ و اخی مولوی جلال الدین صاحب شمس مبلغ شام تنقید الصحیح کے نام سے دے چکے ہیں امید ہے کہ یہ مضمون بامعانِ نظر پڑھا جائیگا۔ اور اس دجل عظیم سے کما حقہٗ واقفیت ہوجائے گی۔ جو اہل بہاء کا شیوہ قدیم یا بالفاظ دیگر پیدائشی حق ہے۔ نہ صرف خدا تعالیٰ کے کلام بلکہ اس کے کام نے یہ ناقابل تردید شہادت دے دی ہے۔ کہ رجل من فارس حضرت میرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اور آپؑ ہی ثریا سے ایمان کو واپس لائے اور اسلام کو بار دگر زندہ فرمایا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وحدتِ حق سُبحانہٗ

اور وحدۃ حق سُبحانہٗ تعالیٰ اس اعتبار سے کہ اسکے واجب الوجود اور تمام ممکنات و مخلوقات کے مبدء الوجود ہونے میں اس کا کوئی شریک نہیں کئی دلائل سے ثابت ہے۔

دلیل اوّل۔ اگر ہم دو خدا فرض کریں تو واجب ہوگا کہ ہر ایک ان دو نو میں سے دوسرے کا شریک فی الالٰہیۃ ہو۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ ہر ایک ان دو نو میں سے دوسرے سے کسی امر کے ساتھ متمیّز ہو ورنہ تعدد نہیں ہو سکتا۔ پس وہ صفت جسکے ساتھ وہ ایک دوسرے سے متمیّز ہونگے یا تو صفت کمال کی ہوگی یا صفت کاملہ نہیں ہوگی پس اگر وہ صفت کمال کی ہوگی تو جو اس صفت کاملہ سے خالی ہوگا وہ خالی از کمال ہوگا پس جب کمال سے خالی ہُوا تو ناقص ہوگا اور ناقص کبھی الٰہ نہیں ہو سکتا۔ اور اگر وہ مابہ الممایزۃ صفت کمال نہیں تو جو اسکے ساتھ موصوف ہوگا وہ اس صفت کے ساتھ موصوف ہوگا جو صفت کمال نہیں پس جو غیر صفت کمال سے موصوف ہوگا وہ بھی ناقص ہُوا تو الالٰہ لایکون ناقصاً ثابت ہوگیا۔

اور ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ وصف مابہ الممایزۃ اگر تحقق الٰہیۃ کے لئے معتبر ہے تو جو اس سے خالی ہوگا وہ الٰہ نہیں ہو سکتا۔

اور اگر وہ معتبر نہیں تو اسکے ساتھ متصف ہونا واجب نہ ہُوا تو ایک مخصص کی احتیاج ہوئی پس جو مخصص کا محتاج ہے وہ الٰہ نہیں کیونکہ الالٰہ لایکون محتاجاً (فتدبّر)

دوسری دلیل:۔ اگر ہم دو الٰہ فرض کریں تو ضروری ہے کہ وہ اس حیثیت سے ہوں کہ غیر الالٰہان میں تمیز کر سکے۔ لیکن عقول ممکنات میں امتیاز حاصل نہیں ہو سکتا جب تک تباین مکانی یا زمانی اور تباین وجوبی و امکانی نہ ہو یعنی مکان علیحدہ علیحدہ ہو یا ایک چیز واجب الوجود اور دوسری ممکن الوجود ہو تب امتیاز حاصل ہو سکتا ہے۔ لیکن الٰہ حقیقی پر یہ تمام باتیں محال ہیں جب محال ہوئیں تو امتیاز بھی محال ہُوا۔ فثبت ان القول بتعدد الالٰہ باطل۔ فتفکر۔

تیسری دلیل:۔ اگر ہم دو الٰہ فرض کریں تو ان دونو میں سے ایک تدبیر عالم کے لئے کافی ہوگا یا کافی نہ ہوگا اگر ایک تدبیر عالم کے لئے کافی ہُوا تو دوسرا زائد اور غیر محتاج الیہ ہوگا اور یہ ایک نقص ہے جس کا الٰہ میں ہونا محال ہے اور ناقص الٰہ نہیں ہو سکتا۔

چوتھی دلیل:۔ عقل چاہتی ہے کہ محدث و مخلوق کسی فاعل و مؤثر کی طرف محتاج ہو اور یہ عند العقل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ممتنع نہیں ہے کہ فاعل ... واحد تمام عالم کا مدبّر اور متصرّف ہو۔ اور اگر یہ نہیں مانتے۔ تو تعیّن کو دو میں پر ترجیح و اَولویۃ کی کوئی وجہ نہیں۔ تو ماننا پڑیگا کہ الٰہ مالا نہایۃ ہیں جن کے اعداد شمار و حصر سے باہر ہیں اور یہ محال ہے۔ فالقول بوجود الآلھۃ محال۔ تامل۔

پانچویں دلیل :۔ اگر ہم نعوذ باللہ دو الٰہ فرض کر لیں تو ایک ان میں سے اس بات پر قادر ہوگا کہ وہ اپنی ذات کو ایسی دلیل سے خاص کرے جو اسکے غیر پر دلالت نہ کرتی ہو یا قادر نہیں ہوگا پہلی بات محال ہے کیونکہ صانع اور خالق کی دلیل محدثات اور مخلوقات ہیں تو حدوث محدثات اور خلق مخلوقات اور صنع مصنوعات میں کوئی ایسی دلالت نہیں جو ان دونوں میں سے ایک کی تعیین پر دلالت کرے سوائے دوسرے کے تو ثابت ہوا کہ الٰہ واحد ہے۔ اور دوسری بات محال ہے کیونکہ وہ مفضی ہے اسکی طرف کہ الٰہ عاجز ہو اپنی تعریف سے جو اس کا تعیین کرے تو عجز۔ الٰہ کے لئے محال ہے پس ثابت ہوا کہ العاجز لا یکون الٰھا۔

چھٹی دلیل اگر دو الٰہ مان لئے جائیں تو ان دونوں میں سے ایک کو قدرت ہوگی کہ وہ اپنے افعال دوسرے سے مستور و مخفی رکھے یا قدرت نہ ہوگی۔ اگر اپنے ستر افعال پر قادر ہوا تو دوسرا جو مستور عنہ ہے جاہل ٹھیریگا۔ اور اگر اسکو قدرت نہیں تو وہ عاجز ہوگا۔ پس عجز و جہالت الوہیت کے منافی ہیں اسلئے ضروری ماننا پڑیگا کہ ایک ہی الٰہ ہو جو تمام عیوب و نقائص سے مبرا اور صفات کاملہ سے موصوف ہو۔ فسبحان اللہ عما یشرکون۔ لہ الاسمآء الحسنیٰ۔

ساتویں دلیل اگر دو معبود مان لئے جائیں تو ان دونوں کی مجموعہ قدرت اور منفقہ طاقت بہ نسبت ایک کے اقویٰ و اشد ہوگی۔ پس دونوں طاقتوں میں سے ہر ایک متناہی ثابت ہوگی اور مجموع ضعف المتناہی ہوا پس ثابت ہوا کہ ہر ایک متناہی ہو۔ لہٰذا دونو معبود متناہی ہونگے اور متناہی کبھی الٰہ نہیں ہو سکتا۔ پس ثابت ہوا کہ وہ خدا ایک ہی ہے۔ ھو اللہ الواحد القھار فتدبّر

آٹھویں دلیل ہم ایک معدوم ممکن الوجود فرض کرتے ہیں۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ اگر دو خدا ہوں اور ان میں سے ایک بھی اس معدوم ممکن الوجود کے ایجاد پر قدرت نہ رکھے تو دونو عاجز و کمزور ثابت ہوتے ہیں اور عاجز خدا نہیں ہوتا۔ اگر ایک ایجاد معدوم ممکن الوجود پر بغیر دوسرے کے قادر ہے تو وہی خدا ہے تو دوسرا خدا نہیں۔ یا وہ دونو قادر علی الایجاد ہونگے تو پھر اس معدوم ممکن الوجود کو تعاون کے ساتھ ایجاد کرینگے یا ہر ایک مستقل قدرت رکھتا ہوگا۔ اگر تعاون کے ساتھ ایجاد کریں تو ہر ایک دوسرے کی اعانت و مدد کا محتاج ہو اور احتیاج نقص ہے اور الٰہ نقائص سے مبرا ہونا چاہیئے پس ثابت ہوا کہ دونو خدا نہیں بلکہ ایک ہی ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ اِنَّ اللہ علیٰ کلّ شیءٍ قدیر۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوسری صورت یہ تھی کہ ہر ایک مستقل ایجاد رکھتا ہو۔ پس جب اس معدوم ممکن الوجود کو ایک الٰہ وجود میں لائیگا۔ پس دوسرا اس پر قادر ہو گا یا نہ ہو گا اگر قادر مان لیں تو یہ محال ہے کیونکہ قدرت مستلزم ہے ایجاد کو اور ایجاد الموجود محال ہے پس ثابت ہوا کہ وہ خدا نہیں۔ دوسرے یہ کہ وہ قادر نہ ہو تو لا محالہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ موجد اوّل نے الٰہ ثانی کی قدرت کو زائل کر دیا اور اسکو عاجز ثابت کر دیا پس وہ ثانی پہلے کا مقہور اور اسکے زیر تصرف ہوا پس وہ الٰہ کیسے ہو سکتا ہے ثابت ہوا۔ الٰھکم الٰہٌ واحدٌ۔

ایک سوال اور اس کا جواب

اگر کہا جائے کہ الٰہ واحد نے اپنے مقدور کو ایجاد کیا تو اس موجود سے اسکی قدرت زائل ہو جائیگی جب قدرت زائل ہوئی تو عجز لازم آیا۔ تو وہ واحد بھی عجز سے مبرا نہ رہا۔

جواب۔ ہم کہتے ہیں کہ جب خدا واحد اپنے مقدور کو ایجاد کریگا تو اسکی قدرت زائل نہیں ہوگی۔ بلکہ اسکی قدرت کا نفوذ ہوگا تو نفوذ قدرت عجز نہیں ہوتا پس جب واحد کی قدرت موجودات میں نفوذ کر چکی ہے تو شریک واحد کی قدرت بالکل باقی نہیں رہ سکتی۔ بلکہ قدرت شریک قدرت اوّل کے باعث زائل مفقود ہوگی پس سوائے واحد کے تمام کا عجز وضعف ثابت ہوا۔ ھو اللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھو عٰلم الغیب والشھادۃ ھو الرحمٰن الرحیم۔

نویں دلیل

یہ آٹھویں دلیل کی شق ہی ہے اس طرح سے کہ ہم ایک جسم معین کرتے ہیں۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ ہر ایک الٰہین میں سے قادر ہوگا کہ اس جسم معین میں حرکت کو بدلے سکون کے یا سکون کو بدلے حرکت کے پیدا کرے یا ہر ایک قادر نہیں ہوگا اگر قادر نہ ہوئے تو دونو عاجز ہوئے۔ اور الوہیت سے دونو کو چھٹی ہوئی۔ اگر ہر ایک ان میں سے قادر ہوا تو پھر ہم کہینگے کہ جب ایک نے جسم معین میں حرکت کو پیدا کیا تو دوسرے پر محال ہے کہ وہ سکون پیدا کر سکے پس قادر اوّل نے قادر ثانی کی قدرت کو زائل کر دیا اور تعجیز ثابت کر دی پس ثانی الٰہ نہیں ہوگا کیونکہ ہار گیا اور ہارنے والا خدا نہیں ہو سکتا۔ خدا تو غالب ہی ٹھہریگا۔ پس ثابت ہوا کہ خدا واحد لاشریک لہ یزل و لا یزال ہے الواحد القھار ہے۔

دسویں دلیل

کہ وہ دونو الٰہ جمیع معلومات سے عالم ہونگے یا نہیں۔ اگر جمیع معلومات سے عالم نہ ہوں تو نقص علمی لازم آتا ہے اگر جمیع معلومات سے عالم ہوں تو ہر ایک کا علم دوسرے کے عین معلوم سے متعلق ہوگا پس ان دونو کے علم کا تماثل ماننا پڑیگا اور یہ بات ثابت ہے کہ ذات جو دو مثلیں ہیں سے ایک کی قابل ہو مثل آخر کی قابل ہوگی۔ پس ہر ایک الٰہ کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس خاص صفت سے مختص ہونا باوجود جوازکے کہ وہ علی السبیل البدل صفت آخر سے متصف ہو یہ مستدعی و مستلزم ہے اس بات کے کہ ہر ایک کے لئے ایک مخصص ہو جو کہ اسکو اسکی قدرت اور علم کے ساتھ خاص کر دے پس جب وہ دونو ایک مخصص کے محتاج ہوئے تو دونو ہی فقیر و محتاج و ناقص ہوئے تو الٰہ کیسے ہو سکتے ہیں پس ثابت ہوا کہ الٰہ حقیقی ایک ہی ہے جو تمام احتیاجوں سے غنی اور تمام نقصوں سے مبرّا اور اپنی ذات میں کامل ہے۔ فسبحان اللّٰہ عما یشرکون۔ فتدبّر

گیارھویں دلیل شرکۃ فی ذاتہ ایک عیب و نقص ہے اور فردانیۃ اور توحّد ایک صفت کمال ہے ہم دیکھتے ہیں کہ ادنیٰ سی ریاست کا مالک اپنے لئے شرکت کو پسند نہیں کرتا اور جتنا بڑا بادشاہ ہو گا اتنی ہی اسکو شرکت سے نفرت ہوتی ہے حتیٰ کہ ایک بالشت زمین میں بھی شرکت کو مکروہ اور مستنکر سمجھتے ہوئے ہزاروں انسانوں کی جانیں تلف کی جاتیں اور خون کے دریا بہائے جاتے ہیں۔ پھر ہم کیونکر خدا تعالیٰ کی ذات پر یہ گمان کر سکتے ہیں کہ وہ شرکت کو پسند کرتا ہے نعوذ باللّٰہ من ذالک پس اگر بفرض محال شریک مان بھی لیں تو اگر ان دونو میں سے ایک ارادہ کرے کہ خالص ملک میرے لئے ہی ہو اور اس میں میرا کوئی شریک نہ ہو پس اگر وہ اپنے ارادہ و مقصد میں کامیاب ہوا اور اسکا شریک مغلوب ہوا تو ہم تو اسی کو خدا مانینگے جو قادر و غالب ہوا اور مغلوب کو عاجز فقیر تصوّر کرینگے چہ جائیکہ اسکو خدا مان لیں۔ اگر وہ اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہوا تو وہ بھی خدا نہیں ہو سکتا۔

پس ثابت ہوا کہ خدا ایک ہی ہے اور وہ وہی خدا ہے جو تمام عالم کا متصرّف و مدبّر اور تمام اشیاء پر قادر ہے نہ وہ کہ جس کو اس کی مخلوق ہی پکڑ کر صلیب دیدے انّ اللّٰہ علیٰ کلّ شیءٍ قدیر۔ فتامل

بارھویں دلیل اگر ہم دو الٰہ فرض کر لیں تو تین صورتیں ہونگی یا تو ہر ایک ان دونو میں سے دوسرے کا محتاج ہو گا یا ہر ایک ان دونو میں سے دوسرے سے مستغنی ہو گا اگر پہلی صورت مان لیں تو دونو میں نقص ثابت ہوتا ہے کیونکہ احتیاج ایک نقص ہے اور ناقص کا الٰہ ہونا محال ہے اور اگر دوسری صورت کو مان لیں کہ ہر ایک مستغنی عنہ ہے تو یہ بھی ایک نقص ہے اسکی مثال یوں سمجھئے کہ ایک شہر میں ایک رئیس ہو اور اہل شہر اپنے مصالح اور دیگر امور میں اسکو غیر ملتفت الیہ سمجھیں اور اس کی طرف کسی قسم کی توجہ تک بھی نہ کریں تو وہ رئیس کس کام کا۔ تو لامحالہ اس رئیس کو عبث اور ناقص ماننا پڑیگا پس نعوذ باللّٰہ الٰہ بھی ایسا ہی مستغنی عنہ اور غیر ملتفت الیہ ہو تو وہ الٰہ کس کام کا۔ خدا کی شان تو یہ ہے کہ اس سے کبھی استغنا نہیں ہو سکتی۔ اور ہمیشہ اس کی طرف احتیاج ہوتی ہے پس ثابت ہوا کہ وہ الٰہ جو مستغنی عنہ ہو وہ الٰہ نہیں کیونکہ وہ ناقص و عاجز ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تیسری صورت یہ ہے ایک محتاج ہو اور دوسرا محتاج الیہ ہو تو بیشک عقل اسی کو تسلیم کریگی کہ جو محتاج الیہ ہے نہ اسکو کہ جو محتاج ہے تو ثابت ہوا کہ الٰہ ایک ہی ہے۔ اور وہ وہی خدا ہے جو احتیاج سے پاک اور محتاج الیہ ہونے کی وصف کے ساتھ موصوف ہے۔ قل ھو اللّٰہ احد اللّٰہ الصمد ؁

تیرھویں دلیل

اگر دو موجود واجب الوجود فرض کرلئے جائیں تو ضروری ہے کہ وہ دونو مشترک فی الوجود ہوں اور یہ بھی کہ ہر ایک ان دونو میں سے دوسرے سے بنفسہٖ ممتاز ہو پس ما بہ المشارکت غیر ہوگا ما بہ الممایزۃ کا۔ پس ہر ایک ان دونو میں سے مرکب ہوا ما بہ المشارکت سے یعنی اس چیز کے ساتھ جس کے ساتھ دوسرے کا شریک ہوا اور ما بہ الممایزہ یعنی اس چیز کے ساتھ جسکے ذریعہ وہ ممتاز بنفسہٖ ہوا۔ اور یہ امر محقق و مبرہن ہے کہ مرکب محتاج و مفتقر ہوتا ہے اپنی اجزاء کی طرف اور اسکی جزء اس کا غیر ہوتی ہے۔ پس ثابت ہوا کہ ہر مرکب مفتقر الی غیرہٖ ہوا اور جو مفتقر الی غیرہٖ ہوتا ہے وہ ممکن لذاتہٖ ہوتا ہے یعنی اس کا ہونا اور نہ ہونا برابر ہوتا ہے۔ پس ہمارے دو موجود واجب الوجود لذاتہما کے فرض کرنے سے یہ نتیجہ نکلا کہ جو واجب الوجود لذاتہٖ ہے وہ ممکن لذاتہٖ ہو اور یہ خلف ہے کیونکہ ہم جس کو واجب الوجود لذاتہٖ فرض کرچکے ہیں پھر اس کو ممکن لذاتہٖ کیونکر فرض کرلیں۔ تو یہ محال ہے۔ پس بدلیل خلف ثابت ہوا کہ واجب الوجود لذاتہٖ (اللہ) ایک ہی ذات واحد ہے اور تمام ممکن اس کی مفتقر ہیں اور جو چیز اپنے وجود میں مفتقر الی غیرہٖ ہو اسی کو محدث و مخلوق کہتے ہیں۔ پس ہر ایک چیز ماسوائے اللہ محدث و مفتقر و مخلوق ہے۔ اور تمام کو فنا ہے۔ صرف بقاء ذات واحد ہی کو ہے۔

ھو الاوّل والاٰخر والظاھر والباطن و کل من علیھا فانٍ و یبقیٰ وجہ ربّک ذو الجلال والاکرام ؁

انگریزی ریویو آف ریلیجنز

احباب خصوصاً انگریزی دان احباب کو کبھی یہ امر بھولنا نہیں چاہیئے۔ کہ ریویو آف ریلیجنز انگریزی میں لنڈن سے شائع ہوتا ہے اور اس کی توسیع اشاعت سے احمدیہ مشن لنڈن کی امداد ہوتی ہے پس جہاں تک ہوسکے انگریزی ریویو کے خریدار مہیا کرنے چاہئیں۔ اردو ریویو الگ چیز ہے یہ انگریزی ریویو کا ترجمہ نہیں ہوتا۔ البتہ کسی ضروری مضمون کا بعض اوقات ترجمہ کردیا ہے۔ (مینجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آدمی ایرانی کہلاتے ہیں۔ سینکڑوں یہودی ہزاروں عیسائی اور مجوسی فارسی ہیں اور ایرانی کہلاتے ہیں تو پھر انکو کیوں نہ اس آیت و حدیث کا مصداق کہا جائے باب اور بہاء کی کیا خصوصیت ہے۔ شریعت اسلام کے مٹانے میں جس طرح یہود و نصاریٰ کوشاں ہیں باب و بہاء اور اہل بہاء بھی اُسی طرح بلکہ اُن سے بڑھکر ساعی ہیں۔

ہاں اگر باب و بہاء متبع شریعت اسلامیہ ہوتے اور اسلام کی تائید کرتے تو بے شک وہ اسکے مصداق ہونیکا اِدّعا کر سکتے تھے۔ منھم سے جہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک گروہ ہوگا وہاں یہ بھی تو صاف ظاہر ہے کہ وہ صحابہؓ میں سے ہونگے۔ یعنی مسلمان رسول کریم صلعم کی روحانیت سے تربیت یافتہ۔ اگر یہ کہا جائے کہ اٰخرین منھم کا لفظ جمع ہے پھر ایک پر کیونکر اطلاق پاسکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس کا ایک پر اطلاق کر دیا ہے۔ کیونکہ آپ نے اس آیت کی شرح کے وقت سلمانؓ فارسی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ فارس کے اصل سے ایک ایسا رجل پیدا ہوگا کہ قریب ہے جو ایمان کو ثریّا سے زمین پر لے آوے یعنی وہ ایسے وقت میں پیدا ہوگا کہ جب لوگ بباعث شائع ہو جانے فلسفی خیالات اور پھیل جانے دہریت اور ٹھنڈے ہو جانے محبّت الٰہی کے ایمانی حالت نہایت ضعیف اور نکمّی ہو جائیگی تب خدا تعالیٰ اسکے ہاتھ سے اور اسکے وجود کی برکت سے دوبارہ حقیقی ایمان لوگوں کے دلوں میں پیدا کریگا۔ گویا گُم شدہ ایمان آسمان سے پھر نازل ہوگا۔ اور قرآن کریم میں جمع کا لفظ واحد کے لئے آیا ہے۔ اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ کَانَ اُمَّۃً الخ اس آیت میں حضرت ابراہیمؑ کو اُمّت کہا گیا ہے حالانکہ وہ ایک فرد تھے۔ ماسوا اسکے اس آیت میں اس تفہیم کی غرض سے بھی یہ (مِنْھُمْ کا) لفظ اختیار کیا گیا ہے کہ تا ظاہر کیا جائے کہ وہ آنیوالا ایک نہیں رہیگا بلکہ وہ ایک جماعت ہو جائیگی جنکو خدا تعالیٰ پر سچا ایمان ہوگا۔ اور وہ اُس ایمان کا رنگ و بُو پائیگی جو صحابہؓ کا ایمان تھا۔ پھر حضرت مرزا صاحبؑ اور آپکے خلفاء اور آپکی مبشّر اولاد پوری ایک جماعت ہی ہے۔ لہٰذا آپؑ ہی اس آیت و حدیث کا صحیح مصداق ہیں۔

حرف مِنْ کے مختلف معنی

بہائی۔ وجہ سوم۔ رجال من الفرس سے یہ بھی ہویدا ہے کہ جس زمانہ میں یہ لوگ ہونگے۔ ایران میں ہونگے۔ اور ایرانی کہلائینگے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ فارس یہاں ظرف مکان ہے اور مِنْ اسجگہ مرادف فِیْ کے ہے۔ اور بجائے حرف ظرف ہے۔ کتب نحو و لُغت ملاحظہ فرمائیے۔ تشفی کے لئے دو مثالیں عرض کر دیتا ہوں۔ ملاحظہ ہوں آیات کریمہ۔ جن میں حرف مِنْ مرادف فِیْ کے مستعمل ہوا ہے۔

(۱) ماذا خلقوا من الارض ام لهم شرك فى السمٰوات۔ ترجمہ۔ دکھاؤ تو مجھ کو کیا بنایا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چند اعتراضات کے جوابات

اعتراض کیمیاوی میل کے ساتھ روح کا پیدا ہونا تسلیم کرنے کے ساتھ کیمیاوی میل کے دور ہونے پر روح کا فنا ہونا بھی اسلام سویکار کرتا تو بھی کچھ بات تھی اچھے ناستکوں میں تو اس کا شمار ہوتا۔ لیکن نہیں روح کی ہستی کو مان کر اسلام کا فلسفہ ہی ہے جو اسے محض اتفاقیہ میل سے پیدا ہو جانے پر ایک ایسی ہستی سمجھ لیتا ہے جو کبھی فنا نہیں ہو سکتی۔

جواب یہ ایسی ہی نامعقول بات ہے جیسے کوئی کہے کہ شراب جو جَو کے سڑنے سے بنتی ہے۔ جب جَو تباہ ہو جائیں تو شراب بھی تباہ ہو جانی چاہیئے۔ یا کوئی کہے کہ جب ماں باپ مر جائیں تو بچّے کو بھی مر جانا چاہیئے اس نے تو اب علیحدہ وجود قائم کر لیا۔ ہے ماں باپ کے مرنے سے وہ کیسے مر سکتا ہے؟ غلّے کی زندگی تھوڑی سی ہوتی ہے مگر شراب جو اُس سے بنتی ہے فنا نہیں ہوتی بلکہ قوّت اور طاقت میں اور بھی زیادہ ہوتی جاتی ہے۔

اعتراض جس قرآن کے متعلق یہ دعویٰ ہو کہ اس میں ہر ایک علم موجود ہے اسکو مرنے کے بعد روح کے رہنے کی جگہ کے سوال کے جواب میں خاموش بتانا یقیناً قرآن کی ہمہ دانی پر دھبہ ہے۔

جواب قرآن شریف کو ہمہ دانی کا کوئی دعویٰ نہیں۔ قرآن کریم کو تو خدا سے ملنے کا رستہ بتانے کا دعویٰ ہے۔ ہمہ دانی کا دعویٰ تو وید کو ہے کہ جو چیز بھی ایجاد ہوتی ہے اور جو سائینس بھی دریافت ہوتی ہے سب کا بیان وید مقدس میں بتایا جاتا ہے۔ ہمیں پوچھنے والے کا مطلب یہ تھا کہ یہ بتایا جائے کہ مرنے کے بعد روح نظام شمسی کے کونسے کُرّے پر رہتی ہے۔ اگر پرکاش کو اس کا علم ہو تو ہم اسکے بتانے پر ممنون ہونگے ہاں اس جواب میں اگر محض کوئی نام ہی رکھ دیا تو نام سے جگہ کا پتہ نہیں لگ سکتا۔ نام کے لحاظ سے تو ہمارا ابھی جواب موجود ہے کہ رُوح یا جنّت میں جاتی ہے یا دوزخ میں۔

ہمیں امید ہے کہ پرکاش اپنی ہمہ دان کتاب وید میں سے اُس جگہ کا پتہ جہاں روحیں جاتی ہیں اور اس زمین سے وہاں تک کی مسافت اور چوڑائی اور لمبائی کا حال دریافت کرکے ہمیں اطلاع دیگا اور اگر اس نے اکاش وغیرہ کے نام لے دیئے تو یہ نام ہم پہلے بتا چکے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اعتراض:۔ مرنے کے بعد رُوح کہاں جائیں گے؟ اچھی جگہ یا بُری جگہ؟ رہیں گے بھی یا فنا ہو جائینگے؟ اگر یہ باتیں روحانی ترقی کے لئے جاننی ضروری نہیں تو اس سے زیادہ ضروری اور کوئی بات نہیں ہو سکتی۔

جواب: اس کا جواب دیا جا چکا ہے کہ ارواح اچھی یا بُری جگہ پر اپنے اعمال کے مطابق جائینگے۔ پرکاش کو ذرا آنکھیں کھول کر اس مضمون کو پڑھنا چاہیئے۔ سائل کا سوال یہ نہیں تھا کہ وہ بُری جگہ پر جائینگے یا اچھی جگہ پر جائیں گے بلکہ یہ تھا کہ مسافت کے لحاظ سے وہ مقام دنیا سے کتنے فاصلے پر اور کس جہت میں ہے چونکہ اس سوال کا جواب نہ دینا پرکاش کے نزدیک جہالت ہے۔ اس لئے ہم امید کرتے ہیں کہ ویدوں سے نکالکر اس سوال کا جواب دیگا۔ یہ آپ کی سخن فہمی ہے کہ آپ نہ سائل کے سوال کو سمجھے نہ مجیب کے جواب کو۔ یہ سخن فہمی آپ کو پنڈت دیانند جی سے ورثے میں ملی ہے جنہوں نے انجیل پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اگر خدا سوتا نہیں ہے تو تھک کیوں نہیں جاتا اور اگر سوتا ہے تو لوگ دُعا کس سے مانگیں مگر یہ نہیں بتایا کہ ویدوں کا خدا سوتا ہے یا جاگتا اور وہ اس اعتراض سے کس طرح بچ جاتا ہے؟

گناہ کی فلاسفی

انسانی پیدائش کی غرض

خدا تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور اس لئے پیدا کیا کہ وہ تمام دنیاوی تعلّقات کو حقیر سمجھکر اس ذاتِ لم یزل اور لایزال سے تعلّق پیدا کرے جس نے اسکو عدم سے نکال کر وجود کا جامہ پہنایا اور تمام ضروری حوائج سے اس کو متمتع فرمایا۔ اور اس کی خوشنودی حاصل کرنیکی کوشش کرتا رہے۔ ہمیشہ اس کی رضاء کا ہی طالب و متمنّی رہے غیروں کی محبّت اسکے مقابلہ میں ہیچ اور لاشئے یقین کرے اور ہر حال میں اس کی ہی محبّت کو مقدّم کرے۔ آخرکار یہاں تک ترقی کرے کہ اپنی زیست کے سامان اور اپنے اقارب کی نگہداشت بھی محض اس کے ہی حکم سے کرے غرضکہ خدا کا ایسا غلام ہو جائے کہ بغیر اُسکے بُلانے کے بولنے کی جُرأت نہ کرے بغیر اسکے کھلانے پلانے کے کھانے اور پینے کو بھی ترک کر دے پھر جب یہ حالت پیدا ہو جائے تو اس میں سرِ مو فرق نہ آنے دے بلکہ دن بدن ترقی ہی کرتا چلا جائے یہاں تک کہ اس جہان فانی سے کوچ کر جائے اور صالحین کے زمرہ میں جگہ پائے چنانچہ قرآن کریم اس مقصد کی طرف صریح طور پر یوں ارشاد فرماتا ہے:-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وما خلقت الجنّ والانس الّا لیعبدون (الذاریات ع۳) کہ مَیں نے انسان کو اس مقصد کے لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری فرمانبرداری کرے اور میری غلامی ہی میں اپنی تمام زندگی بسر کرے۔

جب ہم نے یہ معلوم کر لیا تو طبعاً سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ تو زندگی کا مقصد و مدعا ہُوا جس کی طرف جملہ مذاہب توجہ دلاتے ہیں لیکن گناہ کیا چیز ہے جس کو اس مدعا کے حاصل کرنے میں ایک بہت بڑی روک قرار دیا جاتا ہے تاکہ ہم اس سے محفوظ رہ کر یہ مطلب کما حقّہٗ حاصل کر سکیں۔

گناہ کی تعریف سوچنا چاہیئے کہ انسان کا اپنی ان طاقتوں کو جو اس کے اختیار میں ہیں بے محل استعمال کرنے کا نام اثم و معصیت اور گناہ ہے۔

اب بے محل اور برمحل کا پتہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ انسان برخلاف دوسرے حیوانات کے ایک متمدّن ہستی ہے اس لئے یہ اپنے ہر ایک عمل میں دوسرے کا محتاج اور دوسرا اس کا محتاج ہے اس لئے ہر ایک انسان کے کچھ حقوق دوسروں پر اور دوسروں کے اس پر ہونگے۔ تو ان حقوق کا ادا کر دینا اپنی طاقتوں کو برمحل اور ان حقوق کو تلف کر دینا اپنی اختیاری طاقتوں کو بے محل استعمال کرنا ہوگا پھر ان حقوق کی تعیین بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہونی چاہیئے کیونکہ اگر انسان ان حقوق کی تعیین کرے تو اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ اوّل یہ کہ متقدمین پیچھے آنیوالوں کے لئے کچھ قواعد بنائیں اس صورت میں متأخرین کہہ سکتے ہیں کہ ہم جب عقل و فراست کے لحاظ سے پہلوں کی نسبت اعلیٰ ہیں تو ان کا کیا حق ہے کہ وہ ہمارے لئے کوئی قانون بنائیں جس کی اتباع ہمارے لئے لازمی ہو۔ پھر یہ خرابی بھی لازم آسکتی ہے کہ پہلے لوگ پچھلوں کے لئے جو پروگرام بنائیں۔ وہ سراسر غلط ہو جیسے کہ ہندو دھرم میں یہ کہا گیا ہے کہ برہمن ہمیشہ بہ نسبت دوسری اقوام کے معزّز ہی رہینگے اگرچہ دوسری قومیں اپنے اعمال و افعال اور اخلاق وغیرہ کی وجہ سے برہمنوں سے سبقت ہی کیوں نہ لیجائیں۔

دوم۔ یہ صورت ہو سکتی ہے کہ انسان خود بخود ان حقوق کو اپنے لئے مقرر کرے لیکن اس کے لئے بہت لمبے عرصہ کی ضرورت ہے کیونکہ انسان بغیر تجربہ و آزمائش کے کسی فعل کے فائدہ یا نقصان کو معلوم نہیں کر سکتا ہے مثلاً چوری کرنے۔ جھوٹ بولنے۔ زنا کرنے۔ ماں بہن سے شادی کرنے وغیرہ کا پہلے تجربہ کرکے نقصان معلوم کرے تو پھر بعد میں یہ فیصلہ کرے کہ ان امور سے مجھے پرہیز کرنا چاہیئے۔ اور اسی طرح باقی تمام امور کا تجربہ کرے تو اپنی اس قلیل عمر میں تجربہ اور مشاہدہ کی بناء پر کس طرح اپنے لئے سب قواعد مقرر کر سکتا ہے پس ان حقوق کا سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے اور کسی کا مقرر کرنا ممکن نہیں ہے اسی لئے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ان حقوق اور قوانین کو ذکر کرنے کے بعد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بیان فرماتا ہے یرید اللہ لیبین لکم ویھدیکم سنن الذین من قبلکم ویتوب علیکم واللہ علیم حکیم واللہ یرید ان یتوب علیکم ویرید الذین یتبعون الشھوات ان تمیلوا میلاً عظیما یرید اللہ ان یخفف عنکم وخلق الانسان ضعیفا (نساع ۵)

یعنی اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ کہ تمھیں ان قوانین پر آگاہ کرے جو پہلے لوگوں کے لئے مقرر کیئے گئے تھے کیونکہ وہ علم والا اور صاحب حکمت ہے .... خداوند کریم تمھارے اس بوجھ کو ہلکا کرنا چاہتا ہے کہ تم خود بخود تجربہ کر کے اپنے لئے قوانین وضع کرو۔ کیونکہ انسان تو نہایت ہی کمزور اور ناتواں ہستی ہے۔

تو خلاصہ یہ ہوا کہ جن امور کے ارتکاب سے اللہ تعالیٰ منع فرمائے ان کو عمل میں لانا اور جن اعمال کے کرنیکا حکم دے ان کو ترک کر دینا ہی گناہ اور معصیت ہے۔

گناہ کی توفیق کیوں دی گئی؟

جب گناہ کی تعریف معلوم ہو گئی تو پھر انسان کے دل میں طبعاً یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ جب انسانی زندگی کے مقصد کے حصول میں بڑی روک گناہ اور نافرمانی ہے تو کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسکے کرنیکی انسان کو طاقت دی گئی ہے کیوں نہ کہا جائے کہ خداوند تعالیٰ نے ہی جس نے انسان کو بدی کرنے کی طاقت دی ہے اس کو نجات پانے سے محروم رکھنے کے سامان پیدا کر دیئے ہیں۔

جواب

تو مشاہدہ اور تجربہ کی بناء پر اس سوال کا صحیح جواب یہ ہے کہ اگر انسان میں گناہ کی طاقت ہی نہ ہوتی تو بے شک وہ گناہوں کے کرنے سے بالکل محفوظ رہتا لیکن وہ ترقیات اور ثواب کو بھی ہرگز حاصل نہ کر سکتا کیونکہ یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ ایک انسان جب قدرت رکھتے ہوئے کسی بد عمل کو بعض وجوہات سے ترک کرتا ہے تو وہ بہرحال اس سے افضل ہوتا ہے کہ جس میں اسکے کرنیکی طاقت ہی نہ ہو اور اسلیئے وہ اس فعل کو ترک کرتا ہو بلکہ کسی عقلمند انسان کے نزدیک وہ شخص جو عدم قدرت کے باعث کسی فعل کے ترک کو اختیار کرتا ہے ہرگز کچھ بھی تعریف کا مستحق نہیں ہے۔

پس جو انسان گناہ پر طاقت رکھتے ہوئے اپنے خالق و مالک کے حکم سے اس کو چھوڑتا ہے وہ اس قدردان ہستی سے بہت قریب ہو جاتا ہے اور اپنے کیئے کے اجر کے ساتھ اس کے انعام و افضال کا بھی وارث ہوتا ہے۔ لیکن اگر گناہ کی طاقت ہی انسان کو نہ دی جاتی تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ کبھی گناہوں کا مرتکب نہ ہوتا لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ وہ خدا کا قرب جس طرح گناہ کی طاقت رکھتے ہوئے حاصل کر سکتا ہے ہرگز حاصل نہ کر سکتا۔ اس کی مثال بعینہٖ اس جنم کے بہرے اور اندھے کی ہے جو اگرچہ تمام عمر بد نظری وغیرہ اور بری باتوں کے سننے سے محفوظ رہتا ہے لیکن وہ اس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فائدہ سے بہت زیادہ اس نفع کے حصول سے محروم رہتا ہے جس کو وہ آنکھوں اور کانوں کی موجودگی میں پاسکتا تھا۔ اور ساتھ ہی یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی انسان کو گناہ پر قطعاً مجبور نہیں کرتا ہے بلکہ اُس نے نیکی و بدی دونو کے رستے دکھا کر انسان کو اختیار دیدیا ہے کہ جس کو وہ چاہے اپنے لئے پسند کرے اور اس کے مطابق جزا پائے۔

گناہ کی اقسام

جب یہ معلوم ہوگیا کہ گناہ کی توفیق ملنا کوئی بُری بات نہیں ہے بلکہ یہ ایک ذریعہ ہے انسان کی ترقیات اور کمالات کا تو معاً طبیعت اس طرف مائل ہوتی ہے کہ گناہ کی اقسام معلوم کرنی چاہئیں کیونکہ ایک انسان بوجہ ان سے واقف ہونے کے ہوسکتا ہے کہ بعض گناہوں کو ترک کرکے اپنی حالت پر مطمئن ہوجائے اور حقیقی نجات کے دروازہ پر بھی پہنچنے نہ پائے۔ اب گناہ کی اقسام بھی ہمیں اسی طرح ہی معلوم ہوسکتی ہیں کہ ہمارے مقصدِ زندگی سے جو اسباب دُور لیجانے والے اور جس حد تک دُور لیجانے والے ہونگے اسی کے لحاظ سے گناہ بڑے اور چھوٹے ہونگے یعنی جو کام بھی ہمارے مقصد سے جس حد تک دُور ہوگا وہ اتنے ہی درجہ اور انداز کا گناہ ہوگا۔ چنانچہ اس امر کو ملحوظ رکھتے ہوئے گناہ کی قسمیں یوں ہوسکتی ہیں:۔

قسم اوّل لغو:۔ لغو ایسے اعمال و افعال کو کہا جاتا ہے جن سے نہ تو دنیاوی فوائد اور نہ ہی اُخروی منافع مدِ نظر ہوں مثلاً ایسے کھیل و تماشہ میں حصہ لینا اور ایسی مجالس میں شراکت کرنا جن میں دنیوی یا اُخروی کوئی بھی فائدہ حاصل نہ ہوسکتا ہو۔ اس قسم کے گناہوں کے متعلق قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ بیان فرماتا ہے:۔ والذین ھم عن اللغو معرضون (مومنون ع) کہ وہی ایمان کے مدعی کامیابی کا منہ دیکھ سکتے ہیں جو لغو اور بیہودہ کاموں سے بھی اپنے آپ کو پیچھے ہٹائے رکھتے ہیں اور پھر فرماتا ہے والذین لا یشھدون الزور واذا مرّوا باللغو مرّوا کراما (فرقان ع) کہ خدا کے فرمانبردار بندے وہی ہیں جو علاوہ دیگر منہیات شرعیہ سے رُکنے کے یہ بھی کرتے ہیں کہ جب لغو اور بیہودہ مجلس کے پاس سے گذرتے ہیں تو نہایت متانت اور شریفانہ طور سے گذر جاتے ہیں۔ بغیر اس کے کہ اس لغو اور بیہودہ فعل کا اثر قبول کریں۔

قسم دوم خطا و نسیان:۔ جو گناہ بھی انسان سہو اور غلطی سے کرتا ہے وہ اس قسم میں داخل ہے لیکن جو گناہ بھی عمداً یعنی قصد اور ارادہ سے سرزد ہو وہ خطا اور نسیان میں شمار نہیں ہوسکتا ہے۔ ایسے گناہ کی سزا اگرچہ نیچرنے تو رکھی ہے کہ جو شخص غلطی سے اپنے پاؤں پہ کلہاڑی ماریگا اُسکا پاؤں کٹ جائیگا اور جو کوئی بھول کر زہر کھائیگا وہ ہلاک ہوجائیگا لیکن شریعت میں انسان کی گذری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور ضعف مدِنظر رکھتے ہوئے اس گناہ کی سزا نہیں رکھی گئی ہے۔ تاہم انسان کو شرمندہ و پشیمان ضرور ہونا چاہیئے تاکہ آئندہ بھول کر بھی کسی گناہ کا مرتکب نہ ہو۔ قرآن کریم اس گناہ کے متعلق یہ دعا سکھاتا ہے:۔ ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا (بقرہ ع ۴۰) کہ اے ہمارے رب اگر ہم بھول کر یا خطا سے کوئی گناہ کریں تو ہم سے مواخذہ نہ لینا بلکہ معاف فرما دینا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری اُمت سے خطا اور نسیان کو معاف کر دیا ہے۔

قسم سوم فحشاء:۔ یہ وہ گناہ ہیں جو انسان کی خود اپنی ذات کے لئے مضر ہونیکے علاوہ دوسرے بنی نوع انسان پر بھی بُرا اثر ڈالتے ہیں اگرچہ انکا دوسروں پر اتنا اثر نہیں پڑتا کہ تمدن بالکل ہی درہم برہم ہو جائے تاہم بہت سے نقصانات کا موجب ضرور رہتے ہیں جیسے بُخل۔ غضب۔ سخت کلامی۔ بداخلاقی وغیرہ۔ اب ایک انسان کے بُخل کرنے کا اثر اگرچہ تمام لوگوں پر بُرا نہ پڑیگا۔ لیکن لوگوں کے حقوق اسکے ذمہ ہونگے انکو ضرور ایسے انسان سے بجائے فائدہ کے نقصان ہوگا۔ اور پھر اسکے زیر اثر لوگ کو بھی یہ عادت ضرور پڑ جائیگی اِلّا ماشاء اللہ مثلاً اس کی اولاد اور دیگر لواحقین جو اسکے زیر تربیت ہیں اس مرض بد سے عام طور پر ضرور حصہ لینگے۔

قسم چہارم مُنکر:۔ اس قسم کے گناہوں اور فحشاء میں یہ فرق ہے کہ فحشاء کا اثر تو خاص لوگوں پر ہوتا ہے لیکن مُنکر کا نتیجہ عام لوگوں کے لئے مضر ہوتا ہے اور ان کے حقوق ضائع ہوتے ہیں۔ جیسے شہادتِ زُور۔ خیانت۔ بے انصافی وغیرہ۔ اب مثلاً شہادتِ زُور ہی کو دیکھ لیجئے کہ اوّل تو خود جھوٹی گواہی دینے والے کی ذات کے لئے مضر ہوگی۔ کہ وہ آہستہ آہستہ جھوٹ بولنے کا عادی ہو جائیگا اور اسکی طبیعت دوسری گواہی کو کہہ لینے سے بھی گریز نہ کریگی آخر کار اس کا دل سیاہ ہو جائیگا اور خدا و رسولؐ کی باتوں کو پسِ پُشت ڈالکر خدا تعالیٰ کے غضب و عذاب کا مستحق ہوگا۔

پھر یہ جھوٹی شہادت مدعی اور مدعا علیہ پر بھی بُرا اثر ڈالیگی کہ ایک بیچارے کے حقوق محض جھوٹی گواہی سے ضائع ہو جائینگے اسلئے وہ اس کی جان کا پیاسا ہوگا اور موقع پا کر اپنا بدلہ لینے کی کوشش کریگا۔ اور دوسرے کو غیر کا مال جو اس کے لئے قطعی حرام ہے کھانیکا موقعہ ملیگا اس لئے وہ غیروں کا مال کھانیکا عادی ہو کر اس میں کوئی حرج خیال نہ کریگا اور پھر یہی نہیں بلکہ شریر لوگوں کو اپنے ایک ساتھی کا علم ہو جائیگا تب وہ بھی اس گناہ کو جرأت اور دلیری سے کرنے کے لئے تیار ہو جائینگے پھر انجام یہ ہوگا کہ تمدن بالکل درہم برہم اور امن عامہ میں بہت بڑا رخنہ پیدا ہو جائیگا۔

قسم پنجم۔ بغی:۔ اس سے پہلی دو تو قسموں کے گناہوں سے اس قسم کے گناہوں میں یہ زیادتی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ اُن کا اثر تو صرف خاص اور عام لوگوں پر ہوتا تھا لیکن یہ وہ گناہ ہیں جن کا حکّامِ وقت اور بادشاہوں پر بھی بُرا اثر پڑتا ہے مثلاً یہ کہ وہ جس طریق پر اپنی حکومت کا نظام چلانا چاہتے ہوں اس رستہ میں خلل اندازی کی جائے رعایا کو اُکسا کر بادشاہ کے خلاف کیا جائے اور قسم قسم کے منصوبے عمل میں لا کر حکومت کو تباہ و برباد کرنے کی کوشش کی جائے ان مؤخر الذکر تینوں قسموں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون (نحل ع ۱۳)

قسم ششم ظلم:۔ لُغوی معنی ظُلم کے تو "وضع الشی فی غیر محلہ" ہیں کہ کسی کام کا اس کے محل میں نہ کرنا اور اصطلاحی معنی دوسرے کے حق کو ادا نہ کرنا یا دوسرے کے حق کو اپنے لئے یا غیر کے لئے چھین لینے کے ہیں۔ اب حقوق اللہ اور حقوق العباد کے لحاظ سے ظلم کی دو قسمیں ہیں:۔

اوّل۔ مخلوق کے ساتھ ظلم کرنا مثلاً کسی کی چیز پر ناجائز قبضہ کر لینا اور پھر اس سے بڑھکر یہ کہ خدا تعالیٰ کے رستہ سے روکنا اور بجائے کسی نیکی کیطرف راہنمائی کرنے کے خداوند تعالیٰ کی نافرمانی و دیگر جرائم کی طرف رغبت دلانا اور پھر ان تمام مظالم سے بڑھکر یہ ظلم کرنا کہ اللہ تعالیٰ کے انبیاءؑ اور ماموروں کا خود انکار کرنا اور پھر دوسری مخلوق کو بھی اس نورِ ہدایت کو حاصل کرنے سے محروم رکھنا اس ظلم کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما یجحد بایاتنا الّا الظالمون (عنکبوت ع ۵) اور پھر فرماتا ہے:۔ ومن اظلم ممّن افتریٰ علی اللہ کذبا او کذّب بالحقّ لمّا جاءہ الیس فی جہنّم مثوًی للکٰفرین (عنکبوت ع ۷) کہ جو شخص سچّے نبی کا انکار کرتا ہے وہ سب ظالموں سے جو مخلوق پر ظلم کرتے ہیں بڑھکر ظلم کرنے والا ہے۔

دوم۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ ظلم کرنا یعنی وہ تعظیمات جو اپنے اندر انتہائی تذلل عابد کے لئے اور انتہائی عظمت معبود کے لئے رکھتی ہیں اور جن کو استعمال کرنا جیسے اس کی ذات میں صفات میں عبادات میں غیر کو شریک ٹھیرانا۔ اسکے متعلق قرآن مجید میں آتا ہے:۔ فلا تجعلوا للّٰہ اندادا وانتم تعلمون (بقرہ ع ۳) اور پھر فرماتا ہے:۔ انّ الشرک لظلمٌ عظیم (لقمٰن ع ۲) کہ شرک کرنا بہت ہی بڑا ظلم ہے۔

پس گناہ کی یہ موٹی موٹی قسمیں ہیں جن کو ترک کر کے انسان اپنی زندگی کے مقصد میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ اسکے بعد ہمیں یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ ان گناہوں میں سے اگر کوئی گناہ انسان کر بیٹھے تو کیا اس کی سزا بھگتنا گنہگار کے لئے ضروری ہے یا وہ کسی طریق سے معاف بھی ہو سکتی ہے۔

کیا گناہ کی سزا ضروری ہے؟

اس سوال کے جواب میں اسلام دوسرے تمام مذاہب کے خلاف یہ جواب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیتا ہے قل یا عبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً انہ ھو الغفور الرحیم (زمر ع۶) کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر گناہوں میں مبتلا ہوکر زیادتی کی ہے تم خدا تعالیٰ کی رحمت اور مہربانی سے مایوس مت ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو تمام کے تمام گناہ معاف کر سکتا ہے۔ لیکن دوسرے مذاہب کی طرف سے چونکہ سوال ہوتا تھا کہ گناہ کی سزا نہ دینا تو عدل کے خلاف ہے اور خداوند کریم عادل ہوکر عدل کے خلاف کس طرح کر سکتا ہے اسلئے فرمایا انہ ھو الغفور الرحیم کہ گناہ کی سزا نہ دینا ہرگز بے انصافی نہیں ہے بے انصافی تو اسوقت ہوتی ہے جب ان لوگوں کے حقوق پر اثر پڑے جو اپنے حقوق معاف نہ کر سکتے یا نہ کرتے ہوں لیکن جو کوئی انتقام لے سکتا ہے وہ اگر معاف کر دیتا ہے تو یہ سراسر رحم اور فضل ہے جس کو بے انصافی یا عدل کے خلاف کہنے کی کوئی عقلمند انسان جرأت نہیں کر سکتا۔

اعتراض:۔ یہاں پر ایک اعتراض ہوتا ہے اور وہ یہ کہ اسلام کی جو تعلیم ہے کہ توبہ سے گناہ معاف ہو جاتا ہے اس سے تو گناہ پر دلیری ہو جاتی ہے کیونکہ انسان جب گناہ کریگا اور پھر توبہ کرکے گناہ معاف بھی کرا لیگا تو پھر وہ یقیناً توبہ کی امید پر ساری عمر گناہ کرنے سے پرہیز نہ کریگا بلکہ نہایت دلیری اور جرأت سے گناہوں کا مرتکب ہوتا چلا جائیگا۔

جواب:۔ تو جواب اس کا یہ ہے کہ توبہ تین باتوں کے مجموعہ کا نام ہے (۱) پچھلے گناہوں پر ندامت (۲) موجودہ اعمال کی درستی (۳) آئندہ کے لئے اعمال صالحہ کرنیکا دل سے اقرار۔ مذہب اسلام میں لفظی توبہ جبتک یہ شروط نہ پائی جائیں ہرگز معتبر نہیں ہے اور ان شروط کے ہوتے ہوئے کوئی انسان بھی یہ نتیجہ نہیں نکال سکتا کہ توبہ سے گناہ پر دلیری ہوتی ہے۔

تو مذہب اسلام گنہگاروں کو خدا تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار بناتا ہے اور ان کو ناامیدی جیسے خطرناک گڑھے سے نکالکر اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ انسان باوجود گناہ کرنیکے بھی نجات کو حاصل کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ سچی توبہ کرکے خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرے۔

کیا کوئی انسان گناہ سے محفوظ رہ سکتا ہے؟

مذکورہ بالا امور کو معلوم کر لینے کے بعد ایک اہم سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ جب تمام مذاہب متفقہ طور پر انسان کو گناہ سے بچنے کی تلقین کرتے ہیں تو آیا کوئی انسان اس دنیا میں بالکل گناہوں کو چھوڑ بھی سکتا ہے یا یہ حکم ایسا ہے کہ اسکی بجا آوری کی انسان کو قدرت ہی نہیں ہے۔

تو اس سوال کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے انبیاءؑ اور ماموروں کا وجود جو بنی نوع انسان کے ہی ہم جنس ہوتے ہیں اور انکو تمام وہ ضروریات جو دوسروں کو ہوں لاحق ہوتی ہیں نمونہ کے طور پر پیش کیا ہے۔ وہ بالکل گناہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے پاک اور مبرّا ہوتے ہیں۔ ان کے سارے کام دینی ہوں یا دنیوی صرف خدا تعالیٰ کی رضاء اور خوشنودی کیلئے ہوتے ہیں وہ نہیں بولتے جبتک کہ خدا تعالیٰ انکو نہ بلائے۔ اور وہ نہیں کھاتے جبتک کہ خدا تعالیٰ انکو نہ کھلائے وہ نہیں سوتے جبتک کہ انکا محبوب حقیقی انکو سونے کا حکم نہ دے۔ خلاصہ یہ کہ انکا ہر ایک عمل اللہ تعالیٰ کے منشا اور حکم کے ماتحت ہوتا ہے۔ چنانچہ ان پاک بندوں کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں بیان فرماتا ہے۔ بل عباد مکرمون لا یسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون (انبیاء ع) کہ انبیاء تو اللہ کی طرف سے عزت دیئے ہوئے انسان ہیں وہ خدا تعالیٰ کے سامنے بات کرنے میں پیش قدمی نہیں کرتے اور اسی کے حکم سے اپنے سارے کام بجالاتے ہیں

پس انسان میں چونکہ خدا تعالیٰ نے یہ طاقت و قدرت رکھی ہے کہ وہ بالکل گناہوں سے محفوظ رہ کر اپنے مولا کریم کی رضاء کو حاصل کر سکے اسلئے کسی شخص کیلئے ان مذاہب سے متأثر ہو کر جو کسی انسان کا بالکل گناہوں سے محفوظ رہنا محال خیال کرتے ہیں خداوند تعالیٰ کی حکمت سے جس کا کوئی حکم بھی انسان کی طاقت و قدرت رکھنے کے بغیر نہیں ہو سکتا ناامید ہونا جائز اور روا نہیں ہے۔ بلکہ انسان کو یہ یقین رکھتے ہوئے کہ وہ تمام گناہوں سے بالکل پاک اور مبرّا ہو سکتا ہے اور کہ توبہ سے خدا تعالیٰ گناہوں کو معاف کر کے اپنی رحمت کے دامن میں لے لیتا ہے اعمال صالحہ بجالانیکی کوشش کرنی چاہیئے تا حقیقی نجات حاصل کر کے اپنے خالق کے دائمی انعاموں کا وارث ہو ؛

اسلامی عہد میں ہندوستانی صنعت معراج کمال پر

بعض کوتہ بین۔ اور متعصب۔ جن کا تاریخی مبلغ علم صرف اتنا ہے کہ وہ سٹیج پر کھڑے ہو کر حضرت محمود غزنوی اور حضرت عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے فرضی اور بناوٹی قصے سنا سنا کر لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکائیں۔ یہ نہیں جانتے کہ جن مسلمانوں کو وہ ظالم جابر اور غاصب سمجھتے ہیں انہوں نے کس قدر ہمت محنت۔ اور سرتوڑ کوششیں کر کے ہندوستان کو ہر پہلو سے جنت نظیر بنا دیا تھا۔ نہ صرف یہ کہ ملک کو جہالت سے نکال کر علم سے مالا مال کیا۔ زراعت اور فن عمارت کو ترقی دیکر بام اوج تک پہنچایا۔ بلکہ صنعت و حرفت میں بھی وہ ترقی دی کہ ایک دفعہ تو ہندوستان کا سکہ تمام عالم پر بٹھا دیا۔

اگر انکی دیگر تمام کوششوں کو نظر انداز کر کے صرف اسی پہلو کو دیکھا جائے تو بادی النظر میں ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ ان لوگوں کو ہندوستان سے کسقدر الفت اور دلی پریم تھا۔ اور انہوں نے کس طرح صنّاعوں کی حوصلہ افزائیاں کر کے اس ملک کو دنیا کا بہترین صنّاعی اور تجارتی مرکز بنا دیا۔ جسکی وجہ سے دنیا کی تقریباً تمام قومیں خود بخود یہاں کھچتی چلی آئیں۔ جن لوگوں کو شاہان اسلام کے ان زرّین اور ان مٹ کارناموں کا علم نہیں وہ چند غیر مسلم اصحاب کی مندرجہ ذیل شہادتوں کو چشم وا سے پڑھیں۔ اور اسکے بعد سوچیں کہ جس (اسلامی) عہد کو ہندوستان کی بربادی اور تباہ حالی کا عہد بتایا جاتا ہے وہ ملک کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لئے کیسا تھا اور اسکے مقابل موجودہ "پُرامن عہد" کیا حقیقت رکھتا ہے؟

بابو بنکم چندر لاہڑی نے اپنی مشہور تصنیف "شہنشاہ اکبر" میں لکھا ہے کہ:-

"بادشاہ اکبر نے صنعت و حرفت کو بھی خوب ترقی دی تھی۔ ہندوستان کی ہر قسم کی دستکاری کی حوصلہ افزائی کی تھی۔ دریاں بنانے کے لئے بہت سے مقامات پر سرکاری کارخانے قائم کیئے گئے تھے۔ سرکاری کارخانوں میں ایسی خوبصورت دریاں۔ توپیں اور بندوقیں تیار ہوتی تھیں۔ کہ غیر ملکی سیاح دیکھ کر دنگ رہ جاتے تھے۔ بادشاہ نے ہندوستان میں ریشم اور پشمینے کے کپڑے بنانے کے کام کو بھی بہت ترقی کی حالت پر پہنچایا تھا۔ کشمیر اور لاہور میں شال بنانے کی دستکاری کو بڑھانے کیلئے کئی تجاویز عمل میں لائی گئی تھیں۔ سینکڑوں سرکاری کارخانوں میں بہت چیزیں سرکاری خرچ پر تیار ہوتی تھیں"

مہاشہ سکھ سمپتی رائے بھنڈاری بھارت درشن ۳۵ھ میں لکھتے ہیں کہ:-

"بادشاہ شاہجہان نے بھی ہندوستان کی صنعت و حرفت کی اچھی حوصلہ افزائی کی تھی۔ مندرجہ ذیل مثال سے یہ بات ظاہر ہو جائیگی کہ اس زمانہ میں کتنی مہین ململیں بنتی تھیں۔ ایک دن بادشاہ اورنگ زیب کی بیٹی روشن آرا ڈھاکہ کی بنی ہوئی ململ کی ہشت پٹ کی ساڑھی پہنے اپنے والد کے سامنے آئی وہ ململ اسقدر باریک تھی کہ ہشت پٹ لگانے کے باوجود بھی اسکا بدن جوں کا توں نظر آتا تھا۔ اورنگ زیب بڑا ناراض ہوا۔ اور غصے ہو کر کہنے لگا! "تیرے سامنے ننگی کیوں آئی ہے؟ میری آنکھوں کے سامنے سے فوراً ہٹ جا" اس سے ناظرین اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اورنگ زیب کے عہد حکومت میں بھی یہاں کیسی باریک اور نفیس ململیں بنتی تھیں"

مشہور مورخ مین نے بھی تسلیم کیا ہے کہ:-

"۱۸۳۵ء تک روئی کے کپڑے کسی خاص صوبے میں ہی نہیں بنتے تھے بلکہ سارے ہندوستان میں بنائے جاتے تھے یہاں روئی اسی مقدار میں پیدا ہوتی تھی جس میں کہ غلّہ پیدا ہوتا ہے بنگال عمدہ اور نفیس ململوں کے لئے مشہور تھا۔ کارومنڈل کے ساحل کا ملک عمدہ چھینٹوں کے لئے مشہور تھا۔ سورت کی مضبوط اور پائیدار کپڑے کیلئے خاص شہرت تھی۔ مچھلی پٹم میں بہت اچھے رومال بنتے تھے۔ دریائے کرشنا کے کنارے کے علاقے میں اعلیٰ درجہ کے رنگ تیار ہوتے تھے۔ چھینٹوں کے تیار کرنے میں مچھلی پٹم کی بڑی شہرت تھی۔ لمبے کپڑے اور چھوٹے کوٹ مدراس سے آتے تھے۔ ان کے علاوہ ہندوستان کا بنا ہوا اور کئی قسم کا کپڑا یورپ اور ایشیا کے بازاروں میں مشہور تھا"

پھر اسی مورخ نے لکھا ہے کہ:-

"ہندوستان کی نہایت ہی ملائم اور باریک ململوں کے بارے میں یورپ کے بہت سے لوگوں کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُنہوں نے زمین ہیں)

(۲) اذا نُودِيَ للصلوٰة من یوم الجمعة۔ روز جمعہ (میں) جب نماز کو بُلایا جائے۔

اکثر حرف مِنْ مرادف فی مستعمل ہوتا ہے۔ چنانچہ اس حدیث میں بھی ہے۔

احمدی۔ مِنْ کے مختلف معنی ہیں۔ اس سے ہم کو انکار نہیں۔ اور اسی اختلاف سے آپ فائدہ اُٹھانا چاہتے ہیں۔ مگر تحقیق کے بعد ناکام رہیئے گا۔ ذرا گوش ہوش سے سُنیئے۔ مُغنی اللبیب جو علم نحو کی ایک مشہور کتاب ہے اور جس میں حروف کی مکمّل بحث کی گئی ہے۔ اقرب الموارد والا بھی اُسی کے حوالے دیتا ہے۔ اسکی جلد ۲ میں مِنْ کی بحث میں لکھا ہے کہ حرفِ مِنْ پندرہ [۱۵] طریق پر استعمال ہوتا ہے۔ سب سے پہلے اور اولیٰ معنی اسکے ابتداءِ غایت کے ہیں۔ پھر کہتا ہے وھو الغالب علیھا کہ یہی معنی سب پر غالب ہیں آگے لکھتا ہے حتّٰی ادّعیٰ قومٌ اَنَّ المعانِي الاُخریٰ ترجعُ الیٰ اصل ھٰذا۔ یعنی ائمۂ نحو میں سے ایک قوم نے دعویٰ کیا ہے کہ باقی چودہ [۱۴] معنی اسی کے ماتحت ہیں۔ ہاں آٹھویں معنیٰ مِنْ کے بمعنی فِی بھی ہیں۔ اور اس سے ہم کو انکار نہیں کہ مِنْ بمعنی فِيْ نہیں۔ لیکن معھٰذا ہم یہ کہتے ہیں کہ کسی لفظ کے دوسرے معنی وہاں لئے جاتے ہیں جہاں حقیقی معنی متعذر ہوں۔ نہ کہ ہر جگہ اور یہ کلّیہ مسلّمہ ہے کوئی اسکا مُنکر نہیں۔ پس چونکہ اس حدیث میں مِنْ کے حقیقی اور اصلی معنی چھوڑنے کے لئے کوئی قرینہ نہیں۔ اور نہ حقیقی معنی لینے میں کوئی مشکل ہے۔ اس لئے یہاں پر مِنْ کے حقیقی معنیٰ ابتداء کے ہی لئے جائینگے تاویل کرنے کی ضرورت نہیں۔

اور اِذَا نُودِيَ للصلوٰة من یوم الجمعة۔ میں مِنْ کے معنی بعض حصّہ دن کے ہیں یعنی مِن بعض یوم الجمعة۔ کیونکہ جمعہ سارا دن نہیں پڑھا جاتا۔ اسی طرح ماذا خلقوا مِن الارض۔ میں مِنْ تبعیضیہ ہے یعنی ماذا خلقوا بعضَ الارض۔ لہٰذا تاویل کی کوئی ضرورت نہیں۔ پس رجال من الفرس۔ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ انکی ابتداء فارس سے ہوگی۔ دوسری روایت من ابناء فارس بھی اسی کی تائید کرتی ہے کہ وہ فارسی الاصل ہونگے۔ جیسا کہ حضرت مرزا صاحبؑ ہیں۔ کیونکہ میرزا ہادی بیگ جو حضرت مرزا صاحبؑ کے مورث اعلیٰ ہیں۔ خراسان میں ہی پیدا ہوئے تھے۔ اور خراسان فارس میں ہے۔ جیسا کہ تم نے عمدة التنقیح کے ص۲۵ پر خود لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۲ احوال عطا ملقب بہ مقنع۔

بہائی۔ لہٰذا حدیث یہی بتلاتی ہے کہ یہ ایرانی فرقہ ہوگا۔ اور ایران میں ہوگا۔

احمدی۔ حدیث سے من کل الوجوہ یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ نسل کے لحاظ سے فارسی الاصل ہوگا۔ یعنی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ خیال ہو گیا تھا کہ یہ انسانی ہاتھ سے نہیں بنتیں بلکہ مکڑی جیسے کسی کیڑے کی بناوٹ کا نتیجہ ہوتی ہیں۔"

اور یہ صنعتی کمال کن کی بابرکات اور مخلصانہ کوششوں کا نتیجہ تھا؟ کیا راجپوت راجاؤں کی۔ مرہٹوں کی یا سکھوں کی؟ نہیں نہیں بلکہ ان بزرگ مسلمان ہستیوں کی مساعئ جمیلہ کا جنہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آج نہایت ہی بے انصافی کے ساتھ ملک کا دشمن اور جابر و ظالم بتایا جاتا ہے۔ یہ شاہانِ اسلام ہی کی طفیل تھا کہ اُس زمانہ میں اہلِ یورپ عموماً اور انگریز خصوصیّت کے ساتھ اگر کسی کپڑے کو شوق اور رغبت کی نگاہوں سے پسند کرتے تھے تو اسی ہندوستانی کپڑے کو۔ اور ایک وقت تھا کہ بقول ایک انگریز مصنّف کے:۔

"انگلستان کے سبھی لوگ عام طور پر ہندوستان کے بنے ہوئے کپڑے پہننے لگ گئے۔"

ڈینیل ڈِفو نے ۱۷۰۸ء میں اپنے ایک اخبار میں اس مطلب کا ایک مضمون لکھا تھا کہ:۔

"اہل انگلستان ہندوستان کے بنے ہوئے کپڑوں کی خواہش کرتے ہیں۔ ہندوستانی چھینٹیں اور چھپے ہوئے کپڑے پہلے فرش وغیرہ بنوانے کے ہی کام میں آتے تھے۔ مگر اب ہمارے ملک کی شریف زادیاں تک انہیں پہننے لگ گئی ہیں۔ اوروں کا تو ذکر ہی کیا خود انگلستان کی ملکہ بھی چائنا سلک اور ہندوستان کی چھینٹیں پہننا پسند کرتی ہیں۔ اس وقت چاروں طرف ہندوستانی کپڑا نظر آ رہا ہے۔ ہماری نشست گاہوں میں۔ چیمبر میں۔ ہمارے مکانوں کے لگے ہوئے پردوں میں۔ ہمارے بچھونوں اور تکیوں میں۔ ہماری بیویوں اور بچوں کی پوشاک میں۔ غرضیکہ چاروں طرف ہندوستان کے بنے ہوئے کپڑے نظر آتے ہیں۔ تقریباً سارے کا سارا کپڑا ہندوستان سے آتا ہے۔" (بھارت درشن صفحہ ۶۱)

اس قسم کے بیسیوں اقتباس دیئے جا سکتے ہیں۔ جن سے اسلامی عہد کے ہندوستان کا ہر رنگ میں دنیا کے دیگر ممالک پر تفوق ظاہر ہوتا ہے مگر عدم گنجائش کے باعث اسجگہ انہی پر اکتفاء کی جاتی ہے۔

اب وہ لوگ جو چند مٹی کے بُتوں کے ٹوٹنے یا کسی مندر اور شوالہ کے مسمار ہونے کا حال پڑھ کر ٹسوے بہاتے اور مسلمان بادشاہوں کو گالی کوسنے دیتے ہیں وہ ضد کو بالائے طاق رکھ کر حقیقت پر غور کریں کیا جن عظیم المرتبت اور قابل صد افتخار وجودوں نے اپنی اَن تھک اور پریم۔ لئے کوششوں سے ہندوستان کا نام بلند کیا کہ غیر قوم میں بھی اس کی قولی اور حالی داد دیئے بغیر نہ رہیں اور اپنے اپنے ملک کے ساختہ سامان کو چھوڑ ہندوستانی اشیاء کی بے طرح گرویدہ ہو گئیں کیا وہ اسی قابل ہیں کہ انہیں ہندوستان کا دشمن اور غاصب کہا جائے؟ کسقدر دُکھ کا مقام ہے کہ ہندوؤں کی موجودہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُس کی ابتداء فارس سے ہوگی۔ جیسا کہ حرف مِنْ اسپر دلالت کرتا ہے۔ ورنہ یوں تو ہزاروں عیسائی بھی ایرانی ہیں تو جس طرح وہ اس حدیث کا مصداق نہیں ہو سکتے اسی طرح باب و بہاء اور اہل بہاء بھی نہیں ہو سکتے کیونکہ دونو کا مقصد و مدّعا ایک ہے۔ کہ مذہب اسلام دنیا سے نابود ہو جائے۔ اور حدیث بتلاتی ہے کہ رجل فارسی تائید اسلام کے لئے آئیگا۔

فارسی الاصل آدھا جہان ہے

بہائی۔ آپ فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب فارسی الاصل ہیں۔ خوب۔ یہ منطق بھی خوب رہی۔ فارسی الاصل ہیں تو ہُوا کریں۔ فارسی الاصل تو آدھا جہان پڑا ہے۔

احمدی۔ جناب والا! جب فارسی الاصل آدھا جہان پڑا ہے تو دعویٰ اُسی کا قابل اعتناء و لائق قبول ہوگا۔ جس کو اللہ تعالیٰ خود الہام کے ذریعہ سے اس کا مصداق قرار دے۔ ورنہ یوں تو کل کو طہران کا کوئی عیسائی۔ پرسوں کو شیراز کا کوئی یہودی۔ اور اترسوں کو اصفہان کا کوئی مجوسی بھی کہدیگا کہ میں بھی فارسی الاصل ہوں اور اس حدیث کا مصداق ہوں۔ کیونکہ میں فارس میں پیدا ہُوا ہوں۔ اور نسل کے لحاظ سے ایرانی ہوں۔ اسلام کے معاون و مؤید نہ باب و بہا اور نہ یہ لوگ۔ وہ تو اسلام و قرآن کے بدترین دشمن۔ اور شبانہ روز شریعت قرآن کی تخریب میں ساعی ہیں۔

پس ثابت ہُوا کہ جو شخص خدا سے الہام پاکر اس حدیث کے مصداق ہونیکا دعویٰ کرے۔ اور اُس کی ابتداء بھی فارس سے ہو۔ اور پھر ہو بھی وہ اسلام کی تائید میں اور قرآنی شریعت کی ترویج و اشاعت میں کوشاں وہی اس کا پورا پورا مصداق ہے۔ چونکہ تینوں صفات حضرت مرزا صاحبؑ میں من کل الوجوہ پائی جاتی ہیں۔ اس لئے آپؑ ہی اس کا مصداق اصلی ہیں۔ آپؑ ہی نے تیرہ سَو ۱۳۰۰ برس کے عرصہ میں خدا سے الہام پاکر یہ دعویٰ کیا کہ میں اس کا مصداق ہوں جیسا کہ حضورؑ تحفۂ گولڑویہ کے صفحہ ۲۸ پر حدیث اماماکم منکم کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ " منکم کے لفظ سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو خدا تعالیٰ کے علم میں قائم مقام صحابہؓ ہے۔ اور وہ وہی ہے جسکو اس آیت مفصّلہ ذیل میں قائم مقام صحابہؓ کیا گیا ہے۔ یعنی یہ کہ واٰخرین منھم لمّا یلحقوا بھم۔ کیونکہ اس آیت نے ظاہر کیا ہے کہ وہ رسولؐ کی روحانیت سے تربیت یافتہ ہے۔ اور اسی معنی کی رُو سے صحابہؓ میں داخل ہے۔ اور اس آیت کی تشریح میں یہ حدیث ہے لو کان الایمان معلقا بالثریا لناله رجل من فارس۔ اور چونکہ اس فارسی شخص کی طرف وہ صفت منسوب کی گئی ہے جو مسیح موعود اور مہدی سے مخصوص ہے۔ یعنی زمین جو ایمان اور توحید سے خالی ہو کر ظلم سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھر گئی ہے۔ پھر اسکو عدل سے پُر کرنا۔ لہٰذا یہی شخص مہدی اور مسیح موعود ہے۔ اور وہ میں ہوں اور جس طرح کسی دوسرے مدعیٔ مہدویت کے وقت میں کسوف و خسوف رمضان میں آسمان پر نہیں ہوا۔ ایسا ہی تیرہ ۱۳۰۰ سو برس کے عرصہ میں کسی نے خدا تعالیٰ کے الہام سے علم پا کر یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اس پیشگوئی لناله رجل من فارس کا مصداق میں ہوں۔ اور یہ پیشگوئی اپنے الفاظ سے بتا رہی ہے کہ یہ شخص آخری زمانہ میں ہوگا۔ جبکہ لوگوں کے ایمانوں میں بہت ضعف آجائیگا۔ اور وہ فارسی الاصل ہوگا اور اسکے ذریعہ سے زمین پر دوبارہ ایمان قائم کیا جائیگا۔ اور ظاہر ہے کہ صلیبی زمانہ سے زیادہ تر ایمان کو صدمہ پہنچانے والا اور کوئی زمانہ نہیں۔ یہی زمانہ ہے جس میں کہہ سکتے ہیں کہ گویا ایمان زمین پر سے اُٹھ گیا۔"

پھر جبکہ فارسی الاصل آدھا جہان پڑا ہے۔ تو حضرت مرزا صاحبؑ کے فارسی الاصل ماننے میں کیوں جان نکلتی ہے؟ کسی نے خوب کہا ہے:۔ ؎

جہاں میں لاکھ حسیں ہوں تو انکو رشک نہیں ✤ قیامت آگئی جس وقت نامِ حُور آیا

بہائی۔ یہ تو اللہ میاں کی بڑی زبردستی ہے کہ کہلوایا دجال من الفرس اور آپکے زعم میں مراد رکھی دجال من الھند۔

احمدی۔ اور کیا آپ جیسے اسلام کے حاسدان، تیرہ باطنوں کی زبردستی نہیں کہ کہلوایا تو لو کان الاسلام والایمان۔ اور آپکے زعم باطل میں مراد رکھی ناسخ القرآن۔ اس گاؤ زوری کا بھی کچھ ٹھکانہ ہے۔

بہائی۔ امریکہ کے ڈوئی کو نہ سوجھی۔ نہیں تو وہ بھی کہدیتا کہ میں بھی فارسی الاصل ہوں۔ ثبوت میں الہام پیش کر دیتا۔ تاریخی ثبوت نہ وہاں ہے نہ یہاں۔ چنانچہ مرزا صاحب لکھتے ہیں:" ہاں میرے پاس فارسی الاصل ہونے کے لئے بجز الہام الٰہی کے اور کوئی ثبوت نہیں" (تحفۂ گولڑویہ ۱۸) کیا خوب یہ الہام کیا ہوا۔ مان نہ مان میں تیرا مہمان ہوا۔

احمدی۔ ماشاءاللہ۔ طرز کلام سے خاصی آدمیت عیاں ہے۔ افریقہ کے محمد احمد سوڈانی کو نہ سوجھی نہیں تو وہ بھی کہدیتا کہ میں بھی مَن یظھرہ اللہ ہوں۔ باب نے میری ہی بشارت دی تھی۔ ثبوت میں مرزا حسین علی کی طرح خود اپنے وجود کو پیش کر دیتا۔ اور کہدیتا۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ نہ وہاں کوئی عقلی نقلی ثبوت نہ یہاں۔ خیر یہ تو ہوا تمھاری لغویت کا جواب۔ اب سنو! تاریخی جواب حضرت مرزا صاحبؑ فرماتے ہیں:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"واضح ہو کہ ان کاغذات اور پرانی تحریرات سے کہ جو اکابر اس خاندان کے چھوڑ گئے ہیں ثابت ہوتا ہے کہ بابر بادشاہ کے وقت میں جو چغتائی سلطنت کا مورث اعلیٰ تھا بزرگ اجداد اس نیازمند الٰہی کے خاص سمرقند سے ایک جماعت کثیر کے ساتھ کسی سبب سے جو بیان نہیں کیا گیا۔ ہجرت اختیار کرکے دہلی میں پہنچے۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۱۲۱)

بیرونی شہادت ملاحظہ ہو۔ سر لیپل گریفن جو ہندوستان میں بھوپال وغیرہ ریاستوں کا مشہور ریزیڈنٹ تھا۔ وہ اپنی مشہور کتاب "رئیسانِ پنجاب" میں حضرت مرزا صاحب کے خاندان کا تذکرہ ان الفاظ میں لکھتا ہے:۔

"شہنشاہ بابر کے عہد حکومت کے آخری سال یعنی ۱۵۳۰ء میں ایک مغل مسمّی ہادی بیگ باشندہ سمرقند اپنے وطن کو چھوڑ کر پنجاب میں آیا اور ضلع گورداسپور میں بود و باش اختیار کی۔" (دیکھو کتاب مذکور مطبوعہ میسی جلد دوم صفحہ ۴۹-۵۰)

ایک اور پادری ڈاکٹر ایچ۔ ڈی۔ گرس وولڈ فورمن کرسچن کالج لاہور لکھتا ہے:۔

"مرزا صاحب مغلوں کی نسل سے ہیں۔ آپ کے بزرگ علاقہ سمرقند ملک ترکستان سے بابر بادشاہ کے عہد میں پنجاب میں آئے تھے۔ آپ کے والد مرزا غلام مرتضیٰ خاں یونانی طبیب تھے۔"

پھر دیکھو پنجاب کے مشہور و معروف مولوی محمد حسین بٹالوی لکھتے ہیں:۔

"مؤلف (براہین احمدیہ) قریشی نہیں فارسی الاصل ہے۔" (دیکھو اشاعۃ السنہ جلد ۷ صفحہ ۱۹۳)

اب ہم کہتے ہیں کہ الہام الٰہی سے بڑھکر کوئی ثبوت نہیں۔ تواریخی ثبوت تو ایک ظنّی چیز ہے۔ جو یقین کے درجہ تک نہیں پہنچاتا۔ بھلا تاریخی ثبوت کی الہام الٰہی کے مقابلہ میں کیا حیثیت ہے۔ کہاں راجہ بھوج کہاں ننوا تیلی۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ ہاں تم یہ کہہ سکتے ہو کہ الہام نہ ماننے والوں پر حجت نہیں۔ لیکن الہام پر اعتراض نہیں کر سکتے۔

پھر اس سے بڑھکر حضرت مرزا صاحب کے صادق ہونیکا اور ثبوت کیا چاہیئے۔ کہ تکلفات سے نہیں اور اپنے دعوےٰ کے بعد سالہا سال غور و فکر کرکے نہیں۔ بلکہ ایسے وقت اور ایسے حالات میں جبکہ کوئی دعویٰ نہیں کیا تھا۔ وہ اپنے الہامات اور مخاطبات میں ابن فارس کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ اور وہ الہامات براہین احمدیہ میں چھپے ہوئے موجود ہیں۔ پس اگر ہم تاریخی بیانات و روایات پر ذرا بھی بحث نہ کریں تو بھی حضرت مرزا صاحب کے خاندان کے متعلق یہ ایک سب سے بڑی شہادت ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب۔ اپنی کتاب "سیرۃ المہدی" کے صفحہ ۱۰۸ پر لکھتے ہیں:۔

"کہ بندوبست مال ۱۸۶۵ء کے کاغذات کے ساتھ جو ہمارے خاندان کا شجرہ نسب منسلک ہے۔ اس میں قصبہ قادیان کی آبادی اور وجہ تسمیہ کے عنوان کے نیچے بثبت دستخط مرزا غلام مرتضیٰ صاحب و مرزا غلام جیلانی و مرزا غلام محی الدین وغیرہ یہ نوٹ درج ہے کہ "عرصہ چودہ ۱۴ پشت کا گذرا کہ مرزا ہادی بیگ قوم مغل گوت برلاس مورث اعلیٰ ہم مالکان دیہہ کا بعہد شاہان سلف ملک فارس سے بطریق نوکری ہمراہ بابر شاہ بادشاہ کے آکر حسب اجازت شاہی اس جنگل افتادہ میں گاؤں آباد کیا۔ وجہ تسمیہ یہ ہے کہ مورثان ہمارے کو جانب بادشاہ سے عہدہ قضاء کا عطا ہوا تھا۔ بباعث لقب قاضیان کے نام گاؤں کا قاضیان اسلام پور رکھا۔ پھر رفتہ رفتہ غلطی عوام الناس سے قصبہ قادیان مغلاں مشہور ہو گیا۔ تب سے برابر آباد چلا آتا ہے۔ کبھی ویران نہیں ہوا۔"

حضرت میاں صاحب موصوف اسی کتاب کے صفحہ ۱۱۰ پر لکھتے ہیں:۔

"خاکسار عرض کرتا ہے کہ کتاب پنجاب چیفس یعنی تذکرہ روسائے پنجاب میں جسے اولاً سر لیپل گریفن نے زیر ہدایت پنجاب گورنمنٹ تالیف کرنا شروع کیا۔ اور بعد میں مسٹر میسی اور مسٹر کریک نے علی الترتیب گورنمنٹ پنجاب کے حکم سے اسے مکمل کیا۔ اور اسپر نظر ثانی کی۔ ہمارے خاندان کے متعلق مندرجہ ذیل نوٹ درج ہے:۔

شہنشاہ بابر کی حکومت کے آخری سال یعنی ۱۵۳۰ء میں ایک مغل مسمّٰی ہادی بیگ باشندہ سمرقند اپنے وطن کو چھوڑ کر پنجاب میں آیا۔ اور ضلع گورداسپور میں بود و باش اختیار کی۔ یہ شخص کچھ عالم آدمی تھا۔ اور قادیان کے گرد و نواح کے ستّر مواضعات کا قاضی یا حاکم مقرر کیا گیا کہتے ہیں کہ قادیان اسی نے آباد کیا۔ اور اس کا نام اسلام پور قاضی رکھا جو بگڑتے بگڑتے قادیان ہو گیا۔ کئی پشتوں تک یہ خاندان شاہی حکومت کے ماتحت معزز عہدوں پر ممتاز رہا۔"

بہائی۔ فارسی الاصل بنتے کیا دیر لگتی ہے۔ آپکے یہاں تو سید چٹکیوں میں بنتا ہے۔ چنانچہ جناب مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ میری دادیوں پڑدادیوں میں سے کوئی سیدانی بھی تھی۔ اس لئے میں بھی عترت میں داخل ہوں۔ اور دنیا کے سیدوں کی سیادت میں تو ہمیں شبہ بھی رہیگا۔ مگر ہمنے تو اپنی آنکھوں سے سید بنتے دیکھ لیا۔ ہرچہ شک آرد کافر گردد ﴿

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی۔ جناب عترت کے لفظ پر اتنے لال پیلے کیوں ہوتے ہیں۔ سُنئے گھبرائیے نہیں۔ عترت کا لفظ کسی خاص گروہ سے مختص نہیں۔ دیکھئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ نحن عترۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (زرقانی شرح مواہب اللدنیہ) تو کیا کل کو آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی کہینگے۔ کہ جسکے لئے جبراً خلافت چھین کر مسند نبوۃ پر بیٹھ جانا اس سہولت و آسانی سے ممکن ہے۔ اُسکے لئے نحن عترۃ رسول اللہؐ کہکر عترۃ میں داخل ہوجانا۔ کیا مشکل ہے۔ جناب عترۃ کا لفظ کُل دُور و نزدیک کے رشتہ داروں پر بولا جاتا ہے سو چونکہ فارسی لوگ حضرت اسحٰق علیہ السلام کی اولاد ہیں اور اہلِ عرب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد۔ اسلئے باہم رشتہ ہونیکی وجہ سے حضرت مرزا صاحب عترت میں داخل ہیں۔ کیونکہ حضرت مرزا صاحبؑ بنی اسحٰق کے خاندان سے ہیں۔

بہائی۔ اب اور تماشہ دیکھئے کہ اِدھر تو آپ صاحبوں نے اُنہیں (مرزا صاحب کو) فارسی الاصل بنانے کی کوشش کی۔ اُدھر ابن عربی کی ایک ہی شہ میں وہ چینی رجل بنگئے .... اُنہیں ابن عربی کا ایک قول نظر آگیا کہ خاتم ولایت چینی الاصل ہوگا تو اپنی آخری کتاب حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۲ کے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"ہمارا خاندان جو اپنی شہرت کے لحاظ سے مُغلیہ خاندان کہلاتا ہے۔ اس پیشین گوئی کا مصداق ہے۔ **اگرچہ سچ وہی ہے جو خدا نے فرمایا کہ یہ خاندان فارسی الاصل ہے** مگر یہ تو یقینی اور مشہود اور محسوس ہے کہ اکثر مائیں ہماری مُغلیہ خاندان سے ہیں اور چینی الاصل ہیں یعنی چین کی رہنے والی۔"

وہی اصول جو عترت ہونے میں برتا ہے یہاں بھی برتا گیا ہے .... سیّد بننا چاہا تو کہدیا کہ کوئی دادی ہماری سیّد بھی تھی۔ فارسی الاصل بنے تو کہدیا کہ ہماری بعض دادیاں ایرانی بھی تھیں۔ اور چینی الاصل بننا چاہا تو کہدیا کہ بعض مائیں چین کی رہنے والی تھیں۔

احمدی۔ ذرا کان کھولکر سنو! حضرت مرزا صاحبؑ لکھتے ہیں:۔

"بعض کاغذات میں یہ دیکھا گیا ہے کہ ہماری بعض دادیاں شریف اور مشہور سادات میں سے تھیں" (اربعین نمبر ۲ حاشیہ صفحہ ۱۷)

پس آپکا یہ لکھنا تحریری ثبوت کی بنا پر ہے۔ اگر آپ کا یہ اعتراض ہے کہ کوئی شخص اپنی دادیوں کی وجہ سے اپنے باپ کے نسب کے علاوہ انکی طرف منسوب نہیں ہو سکتا۔ تو یہ غلط ہے۔ کیونکہ تھوڑے تعلق کی وجہ سے بھی ایک انسان دوسرے کی طرف منسوب کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ سیّد عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نسل کو بعض پولیٹکل مصالح کے ماتحت (نہ کہ کسی مذہبی تعصب کی بناء پر) دو ایک مسلمان بادشاہوں کا چند کچی پکی عمارتوں کا گرانا تو یاد ہے مگر افسوس کہ ان کی بے ریا اور مایۂ افتخار اور مبارک کوششوں کا دھیان ہی نہیں۔ ہندو دوستو! خدارا عقل سے کام لو۔ تعصب کو چھوڑو اور حقائق پر غور کرو۔ پھر تمہیں معلوم ہوگا کہ جن مخلص ہستیوں پر بہتان باندھے جاتے اور انہیں متہم کیا جاتا ہے۔ انہوں نے ہند اور ہندوستانیوں پر کسقدر گرانبار احسان کیئے۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں حقیقت بینی کا مادہ عطا فرمائے ۔

فضل حسین احمدی مہاجر قادیان

ہمارا رسولؐ:۔ محمد یامین اینڈ سنز مالک احمدیہ کتب خانہ قادیان نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کا وہ لکچر (جو حضور نے ستمبر ۱۹۲۴ء کو نوجوانان انگلستان کے سامنے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح زندگی پر دیا تھا) نہایت خوشخط۔ خوشنما۔ چھاپا ہے قیمت ۳؍ اپنے بچوں کو پڑھانے کے لئے نعمت عظمیٰ ہے ۔

---

۱۷ جون کو رسول کریم صلعم کی پاکیزہ زندگی اور حضورؐ کے احسانات اور قربانیوں پر تمام ہندوستان میں احمدی جماعت کے انتظام سے لیکچر ہونگے ۔

بہروں کی شنوائی کا سامان

بہت لوگ بالخصوص وہ جو بہرے ہیں یا جن کے دماغوں میں غوغہ مخصوص ہوتا ہے۔ یا ناک میں آواز آنیکی بیماری ہے۔ یہ معلوم کر کے بہت خوش ہونگے کہ حال ہی میں ایک چھوٹا سا نہایت مفید آلہ ان بیماریوں کے مستقل علاج کے لئے دریافت ہوا ہے۔ جسے ٹنی ٹس کہتے ہیں۔ اس آلہ کے ذریعہ اسوقت تک سینکڑوں ان بیماریوں کے شدید اور لاعلاج بیمار شفا پا چکے ہیں۔ اگر کوئی ان بیماریوں کا مبتلا مزید معلومات اس آلہ کے متعلق حاصل کرنا چاہے تو سکرٹری سے خط و کتابت کرے۔ جو خوشی سے ان کو مکمل معلومات شہادتوں اور اخبارات کے نوٹسوں کے ہم پہنچائیگا۔ پھر قیمتی وقت بچانے کے لئے یہ آلہ ضروری سامان و ادویات کے ۵ روپیہ کا منی آرڈر آنے پر بھیجا جاسکتا ہے۔ فرمائش کے وقت اس اخبار کا حوالہ ضرور دیں ۔

پتہ:۔ Larmalene Co. Deal Kent, (England)

یہ رسالہ انگریزی مہینے کی پانچ تاریخ کو قادیان ضلع گورداسپور پنجاب سے شائع ہوتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خوشبو کا خزانہ

کیشراج تیل

مسرور دل ہے اور معطّر دماغ ہے
خوشبو سے کیشراج کے دل باغ باغ ہے

یوں تو آجکل بازار میں بہت سے خوشبودار روغن فروخت ہوتے ہیں جنکی ظاہری خوشبو پر لوگ فریفتہ ہو جاتے ہیں لیکن باطنی نقصانات پر غور نہیں کرتے کہ وہ کن کن مضر رسان اشیاء سے تیار کیئے جاتے ہیں۔ معلوم ہے کہ بازاری تیل عموماً بالوں کو سفید کر دیتے ہیں بال اکھڑنے لگ جاتے ہیں اور رہی سہی دماغی قوت بھی زائل ہو جاتی ہے۔ مذکورہ بالا تیلوں کی بابت عام طور سے جو شکایات سننے میں آتی ہیں انکو عوام کے دلوں سے دور کرنیکے لئے تمام خوبیوں سے بھرا ہوا یہ کیشراج تیل ایجاد کیا گیا ہے۔ اسکے استعمال سے بال سیاہ۔ چمکدار اور ملائم ہو جاتے ہیں یہ بالوں کی جڑوں کو مضبوط کرتا اور روز بروز بڑھاتا ہے۔ اگر دنیوی کاروبار سے سر میں درد رہتا ہے اور کام کرنے میں رغبت نہیں ہوتی تو اسی کو لگایئے۔ لگاتے ہی دماغ میں طراوت آجائیگی اور سر کا بھاری پن دور ہو جائیگا۔ ان تمام خوبیوں کے علاوہ اپنی خوشبو میں تو یہ روغن ثانی نہیں رکھتا قیمت فی شیشی عہ/ محصول ڈاک ۸/ تین شیشی عہ محصول ڈاک ۱۴/

جسمانی طاقت زائل ہو جانیکے بعد

کولاٹانک

کو استعمال کیجئے

کیونکہ یہ طاقت بخشنے والی دوا ہے۔ اگر آپ اپنی جسمانی طاقت کو کھو چکے ہیں اور اسوجہ سے پژمردہ دل رہتے ہیں تو ہم آپکو یہ خوشخبری سناتے ہیں کہ آپکو متفکر رہنے کی کوئی ضرورت نہیں جبکہ آپکے ملک میں ہی ایسی دوا موجود ہے جس سے زائل شدہ طاقت از سر نو پیدا ہو جاتی ہے۔ بڑھاپے میں جوانی کا لطف دیتی ہے جسم کی لاغری۔ کمزوری و سستی وغیرہ کو دشمن کی طرح نیست و نابود کر کے اسکو مضبوط و طاقتور بنا دیتی ہے جب اس دوا میں اسقدر فوائد موجود ہیں تو آپ ہی غور کیجئے کہ اور کیا چاہیئے؟ اگر خدانخواستہ آپ نشہ کے عادی ہیں اور اسکے برے اثر سے آپکی جسمانی طاقت گھٹ گئی ہے تو آپ بلا مبالغہ اسکو لیجئے۔ چند روز میں ہی نشہ کی عادت از خود ترک ہو جائیگی۔ آپکا جسم فربہ ہوگا۔ قوت حافظ بڑھیگی گھوڑے کی سواری کشتی اور تقریر کرنے میں یکدم نہیں پھولیگا قیمت ۳۲ خوراک کی شیشی ۲/ محصول ڈاک ۶/ تین شیشی سے ۶/ محصول ڈاک ۸/

نوٹ:۔ ہماری جملہ ادویات مندرجہ فہرست قیمت پر ہر جگہ دستیاب ہو سکتی ہیں۔ خریداران کارخانہ ہذا سے دوا منگانے سے قبل ہمارے مقامی ایجنٹ دوافروشوں سے خرید لیا کریں۔ اس سے وقت و ڈاک خرچ دونوں میں کفایت ہوگی۔

ڈاکٹر ایس۔ کے برمن (صیغہ نمبر ۱۱) پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴۔ کلکتہ

ایجنٹ۔ ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ قواعد ایجنسی درخواست آنے پر روانہ کیئے جاینگے۔